احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 8۔اکتوبر 2010ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 8/اکتوبر 2010ء 28 شوال 1431 ہجری 8 اخاء 1389ہش جلد 60-95 نمبر 208

بہتری کا معیار

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہے۔اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجه کتاب النکاح باب حسن معاشرة النساء حديث نمبر1967)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ منشی عبدالحق لاہوری پنشنر نے جو پہلے حضرت مسیح موعود سے محبت اور عقیدت اور حسن ظنی رکھتے تھے مگر بعد میں الگ ہو گئے تھے حضور کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ:

’’آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیے کہ جسم کی صحت کی رعائت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیے‘‘۔

ان کی بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

’’ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔‘‘

منشی عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے:

’’اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں‘‘۔

محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبدالکریم نے یہ خیال کر کے کہ یہ بات حضور کے حق میں مفید ہے بغیر سوچے سمجھے (درحقیقت ان دنوں الٰہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی) اس کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ:

’’منشی صاحب کی بات درست ہے حضور کو بھی چاہیے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں‘‘۔

حضور نے مسکراتے ہوئے مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا:

’’ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیے۔‘‘

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ’’بس خدا ہی خوب جانتا ہے میں اس مجمع میں کس قدر شرمندہ ہوا‘‘۔

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولانا عبد الکریم سیالکوٹی صفحہ18)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں:۔

’’ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت (اماں جان) کی رائے تھی کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم کی رائے اس کے مخالف تھی۔چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اس لئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اس کی خاطرداری رکھتا ہوں اور وہ جو کہے مان لیتا ہوں۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ397)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

’’ایک مرتبہ سیڑھی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب والے مکان کی دیوار کے ساتھ تھی اس کی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اسے بالاخانہ کی دیوار کے ساتھ رکھنا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب رہتے تھے اور نیچے مولوی سید محمد احسن صاحب رہتے تھے۔مولوی محمد احسن صاحب وہاں رکھنے کے مخالف تھے کہ میرے حجرہ کو اندھیرا ہو جائے گا اور حضرت (اماں جان) کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نانا جان یہ انتظام کر رہے تھے اور ان کو اس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔آخر ان کے مزاج میں گرمی تھی اور جہیر الصوت تھے۔انہوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا۔اور اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب کو کہہ رہے تھے کہ یہ سیڑھی یہاں ہی رہے گی۔وہ بھی اونچی آواز سے انکار اور تکرار کر رہے تھے۔حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا مجھ کو اندر سیدانی (مراد اماں جان) آرام نہیں لینے دیتی اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے۔نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں۔میں کیا کروں۔حضرت مسیح موعود نے مسکرا کر فرمایا۔مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں۔میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجیے۔روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا۔آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 406)

بیوت الحمد منصوبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد1 صفحہ 241)

قرآنی تعلیمات کی رو سے بے سہارا افراد بیواؤں اور غرباء کی ضرورت پوری کرنا خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کا بہترین زینہ ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح سات صد سے زائد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیوت الحمد سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچہ بھی ادا کیا تو اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورت مند غریب بھائیوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ عیدالفطر 13/اکتوبر 2007ء۔خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات صفحہ 561)

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عید کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوا دیں۔

1۔قربانی بکرا -/8000روپے

2۔قربانی حصہ گائے -/4000روپے

(نائب ناظر دارالضیافت ربوہ)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 591

آنحضرت ﷺ کا بچپن اور خانہ کعبہ سے ربانی آواز

صوفیاء امت کے سرتاج حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (ولادت 1208ء وفات 1273ء) کی مشہور خلائق مثنوی کی ایک نظم کی اردو میں تلخیص جس سے یہ حقیقت سورج کی طرح روشن ہو کر سامنے آتی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ہمیشہ خدا کے فرشتوں کے سایہ تلے رہے اور روح القدس کسی لمحہ سے آپ سے جدا نہیں ہوا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام میں مفصل تحریر فرمایا ہے مولانا روم فرماتے ہیں۔

''میں تم سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں تاکہ ان کی داستان تمہارے غم کو دور کردے۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ کا جب انہوں نے دودھ چھڑایا تو ان کو ریحان وگلاب کی طرح ہاتھوں میں سنبھالے رکھتی تھیں۔ وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھیں، تاکہ بالآخر ان شہنشاہ کو ان کے دادا کے سپرد کردیں۔ جب وہ اس امانت کو لے کر (راہ میں) ڈرتی ڈرتی کعبہ میں پہنچ کر حطیم میں آئیں، تو ہوا میں ایک آواز سنی کہ اے حطیم! تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے۔ اے حطیم! آج تجھ پر سخاوت کے سورج کے لاکھوں نور بہت جلد وارد ہوں گے۔ اے حطیم! آج تجھ میں وہ باحشمت شاہ، سامان لا رہا ہے کہ جس کا قاصد (خود) نصیبہ بنا ہوا ہے۔ اے حطیم! بے شک آج تُو، عالم بالا کی روحوں کی منزل بنے گا۔ پاک لوگوں کی روحیں گروہ در گروہ، جماعت در جماعت، مست شوق ہو کر تیری جانب آئیں گی۔ حلیمہ یہ آواز سن کر حیران ہوگئیں۔ کوئی آواز دینے والا ان کے سامنے تھا نہ پیچھے۔ چھتیوں جانب کوئی انسان نہ تھا اور یہ آواز پے در پے آ رہی تھی۔ جس آواز پر کہ ان کی جان قربان ہو رہی تھی۔ انہوں نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو صحیح طرح کرسکیں۔ اس وقت وہ ہر جانب نظر ڈال رہی تھیں کہ رازوں کا بیان کرنے والا شاہ آخر کہاں ہے۔ ایسی بلند آواز دائیں بائیں سے آ رہی ہے۔ اے خدا اس آواز کا پہنچانے والا کہاں ہے۔ جب انہوں نے کسی کو نہ دیکھا اور حیران و ناامید ہوگئیں تو بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے لگا۔ وہ بھلے بچے کی طرف لوٹ کر آئیں تو مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا۔ اب ان کے دل کو حیرانی در حیرانی نے گھیر لیا اور غم سے وہ جگہ اندھیر ہوگئی۔ وہ مکانات کی جانب دوڑیں اور چیخنے لگیں کہ میرے موتی کو کس نے لوٹ لیا ہے۔ مکہ والوں نے کہا، ہمیں معلوم نہیں بلکہ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ وہاں کوئی بچہ بھی ہے۔ حلیمہ نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی کہ اس سے دوسرے بھی رونے لگے وہ چھاتی پیٹ پیٹ کر اتنا زیادہ روئیں کہ ان کے رونے سے دوسرے بھی رونے لگے۔''

آنحضرتؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ کیا بات ہے وہ سینہ پیٹتے تھے اور روتے تھے۔ وہ سوز غم میں کعبہ کے دروازہ پر آئے اور کہا کہ اے رات کے بھید اور دن کے راز جاننے والے! میں اپنے اندر کوئی ایسا جوہر نہیں دیکھتا کہ مجھ سا (شخص) تیرا ہم راز ہو۔ میں اپنے اندر کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا کہ اس مبارک دروازہ پر میں مقبول ہو سکوں۔ یا میرے سر اور سجدہ کی کوئی قدر ہو۔ یا میری اشک باری سے کوئی قسمت جاگ اٹھے۔ لیکن اے کریم! میں نے اس در یتیم کی پیشانی میں **تیرے لطف کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ اگر اگرچہ وہ ہم میں سے ہے، مگر ہم سے مشابہ نہیں ہے۔ ہم سب اس کے آگے تانبا ہیں اور وہ کیمیا ہے۔ وہ عجائبات جو میں نے اس پر درخشاں دیکھے، میں نے نہ کسی دوست پر دیکھے نہ دشمن پر۔ تیرے فضل نے جو اسے بچپن ہی سے (کمال) عطا فرمایا ہے کوئی سو سال کے مجاہدے کے بعد بھی اس کا نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ جب میں نے اس پر تیری عنایات یقین کے ساتھ دیکھ لیں تو معلوم ہوا کہ وہ تیرے سمندر کا ایک موتی ہے۔ میں اس کو تیرے آگے اپنا شفیع لاتا ہوں۔ اے حال جاننے والے اس کا حال مجھے بتادے۔**

فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی کہ وہ ابھی تم کو دیدار دکھائے گا۔ وہ ہماری طرف سے سینکڑوں اقبال مندیوں سے سرفراز ہے۔ سینکڑوں فرشتوں کی جماعت کے ذریعہ وہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے۔ ہم اس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے۔''

''(اے حلیمہ) تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت والا ہے مگر دو جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں۔ ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے۔ ہم آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنادیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ اے راز کو جاننے والے سیدھے راستے کا پتہ دے، کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی، جس نے کہا، کہ اے ہدایت یافتہ بچہ کی تلاش کرنے والے! اس غیبی آواز نے ان سے کہا کہ غم نہ کر۔ میں ابھی تجھے اس جہان کے بادشاہ (حضورؐ) کا پتہ بتاتا ہوں۔ وہاں فلاں میدان میں درخت کے نیچے ہے۔ یہ سن کر وہ ضعیف نیک بخت (عبدالمطلب) فوراً روانہ ہوگئے۔ قریش کے سرداران کی ہمراہی میں تھے۔ کیونکہ آپ (حضورؐ) کے دادا (عبدالمطلب) قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ اور ان کے تمام بزرگ آدمؑ کی پشت تک رزم بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوئے ہیں۔ مگر یہ نسبت بھی آپ (حضورؐ) کے لئے مثل پوست کے ہے کیونکہ آپ بڑے بڑے بادشاہوں سے بھی برگزیدہ ہیں۔ آپ کا (فضیلت کا) مغز خود نسب (کے چھلکے پر فخر کرنے سے) پاک ہے کیونکہ زیر زمین سے آسمان کی بلندیوں تک کوئی آپ کے برابر کا نہیں ہے۔ کیونکہ نور حق کی پیدائش اور وجود کی کوئی تحقیق نہیں کر سکتا۔ اس خلعت حق کو تانے بانے کے (معمولی یا قیمتی) ہونے سے کیا تعلق ہے۔ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ خلعت جو حق تعالیٰ کسی کو ثواب میں عطا فرماتا ہے **اپنی چمک دمک میں آفتاب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔''**

(مثنوی دفتر چہارم)

داستاں عشق و وفا کی

کتنی بدلی سارے گلشن کی فضا؟ کیسے کہوں
اُڑ گئی امن و سکوں کی فاختہ، کیسے کہوں

بے اماں ہیں سب پرندے کیا ہوا؟ کیسے کہوں
ہم صفیرو! آشیاں کیونکر جلا؟ کیسے کہوں

مصلحت پرور شرافت بھی ہے گونگی ہو گئی
ظالموں کا حوصلہ کیونکر بڑھا؟ کیسے کہوں

اک طرف وحشی درندے، اک طرف لب پہ دعا
تھا انوکھا کس قدر یہ معرکہ، کیسے کہوں

داستاں عشق و وفا کی با وضو تحریر کی
فرش پر، دیوار و در پہ کیا لکھا کیسے کہوں

جاں نثاروں کی تھی آمد، قافلہ در قافلہ
اہل ربوہ حوصلہ در حوصلہ کیسے کہوں

پیارے آقا کی دعاؤں کی عجب تاثیر تھی
غم کا بھاری بوجھ بھی ہلکا ہوا کیسے کہوں

دل سمندر تھا سبھی اشکوں کے دریا پی گیا
کتنی مشکل سے یہ بند باندھا گیا کیسے کہوں

ساتھ ہے خوشبو تمہاری اے شہیدانِ وفا!
تم بسے ہو روح میں تم کو جدا کیسے کہوں

آنکھ کی شبنم بھگوتی ہی رہی کاغذ ندیم!
دردِ دل کا ماجرا کیسے لکھا کیسے کہوں

انور ندیم علوی

3

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ آئرلینڈ

عشائیہ میں مختلف عمائدین کے ایڈریس، حضور انور کا خطاب اور اس پر مہمانان کے تاثرات

رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

(بقیہ رپورٹ)

17 ستمبر 2010ء

ایک منسٹر کا ایڈریس

اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ اور منسٹر آف سوشل Protection نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

یہ میرے لئے بڑے فخر کا باعث ہے کہ میں آج یہاں گالوے میں اس Civic Reception میں حضور انور کے ساتھ موجود ہوں۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ نے بیت مریم کا سنگ بنیاد رکھا ہے اور آج میں جماعت احمدیہ کے ساتھ اس بہت ہی منفرد موقع میں شامل ہوا ہوں۔ یہ موقع جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ نئی عمارت جماعت احمدیہ کے لوگوں کے لئے ایک روحانی جگہ ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دنیا میں امن کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ آپ عالمگیر سطح پر امن، محبت اور رواداری کے قیام کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ جو بیت بنا رہے ہیں یہ امن کی نشانی ہے۔ آپ نے اسے معاشرہ میں امن، محبت اور بھائی چارے کو مضبوط کیا ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس بیت کی تعمیر بہت جلد مذاہب کے مابین اچھے تعلقات اور دوستانہ ماحول کو بڑھائے گی۔

موصوف نے کہا میری خواہش ہے کہ احمدیہ جماعت اس نئے کام میں کامیاب ہو اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہ کام اس گالوے (Galway) شہر میں ہو رہا ہے۔

چیئرمین لیبر پارٹی کا ایڈریس

اس کے بعد چیئرمین لیبر پارٹی ممبر پارلیمنٹ Mr. Michael D. Higgins نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا۔

قابل احترام مہمانان اور ممبران جماعت احمدیہ! میرے لئے یہ بہت ہی عزت کا باعث ہے کہ میں آج آپ کی دعوت قبول کر کے آپ کے سامنے گزارشات عرض کرنے آیا ہوں اور وہ بھی ایک ایسے موقع پر جو آپ کی جماعت کے لئے ایک تاریخی موقعہ ہے۔ آج آئرلینڈ کے مختلف حصوں سے لوگ اس ہال میں جمع ہیں۔ خاص طور پر مختلف لوگوں کا یہاں آنا اور آپ کی دعوت قبول کرنا تا کہ سنگ بنیاد کی اس تقریب کو منایا جائے یہ سب اس لئے ہے کہ جماعت نے امن کو پھیلانے کے لئے اور دوسری قوموں کو عزت دینے کے لئے جو کام کیا ہے اس کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے۔

مجھے امید ہے کہ اب یہاں جو (بیت) کی نئی عمارت تعمیر ہوگی اور جو گفتگو اس میں ہوگی وہ مذاہب کے مابین صلح، امن اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرے گی۔ ہمارا کام ہے کہ ہم ان باتوں کو قبول کریں جن کی بنیاد ہیومن رائٹس انسانی حقوق پر ہے اور جو باتیں، انصاف، عدل سے ٹکراتی ہیں ان کو رد کر دیں۔ اب یہ وقت ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہوئے کام کیا جائے۔

ایک ممبر آف پارلیمنٹ کا ایڈریس

چیئرمین لیبر پارٹی کے ایڈریس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr. Frank Feighan نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

حضور انور! مسٹر میئر! میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میں آج اس تقریب میں شامل ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں آج Galway میں آپ کے ساتھ ہوں جہاں (بیت) مریم کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے مجھے یقین کہ یہ ایک بہت اہم موقعہ ہے اور حضور انور کی تشریف آوری کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے یہ بہت خاص دن ہے۔ جماعت احمدیہ گالوے کے ممبران کے لئے بلاشبہ عبادت گاہ کا ہونا بہت ضروری تھا۔ میں چند ماہ پہلے ابراہیم نونن صاحب سے ملا تھا اور مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اس بیت کی تعمیر کا مقصد امن کی نشان کو ظاہر کرنا ہے۔ یہ بات ہمیں بہت حوصلہ دیتی ہے کہ آپ کی (بیت) صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ مختلف کمیونٹیز کے مابین ایک دوستانہ تعلق اور محبت پیدا کرنے کی جگہ ہے۔

یہ مذہبی تنظیموں کے لئے ایک خاص موقعہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ وحدانیت پیدا کریں جو اس کے احاطہ میں رہتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ بیت بنانے کے ساتھ ساتھ آپ کے ذہنوں میں یہ بات بھی عیاں ہے کہ دوستیاں پیدا کرنی ہیں۔ میں آپ کو کامیابی کی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ (بیت) جلد مکمل ہو۔

اسسٹنٹ کمشنر کا ایڈریس

بعدازاں اسسٹنٹ کمشنر Mr. Jonathon O'Mahony نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا۔

حضور انور! لارڈ میئر! معزز مہمان کرام! میں آج اس موقعہ کی مناسبت سے حضور انور کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آج میں جماعت احمدیہ کو بھی گالوے میں اور آئرلینڈ کے اس مغربی حصہ میں نیک خواہشات پیش کرتا ہوں میری خواہش ہے کہ جماعت اپنی اس نئی بیت کے ساتھ مستقبل میں ترقی کرے۔ جب میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ماضی پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ مذہب کے طور پر آپ کے پاس ایک بہت ہی مضبوط امن کا Code ہے جس کے ذریعہ سے آپ امن اور سلامتی کا ساتھ دیتے ہیں۔ امن وسلامتی اور صلح وآشتی کو پھیلاتے ہیں اور نفرت کو رد کرتے ہیں کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔

جماعت احمدیہ کے مختلف پروگراموں اور Events نے ہمیں بار بار متاثر کیا ہے کہ کس طرح جماعت احمدیہ ہر لحاظ سے دہشت گردی کو رد کرتی ہے اور آپ کی اس بات نے دوسری اقوام اور کمیونٹیز کو بھی جو اس ملک میں رہتی ہیں بہت حوصلہ دیا ہے۔ ہم مستقبل میں بھی آپ کے ساتھ کام کرتے رہیں گے۔

بشپ آف گالوے کا ایڈریس

بعدازاں بشپ آف گالوے ڈاکٹر مارٹن Drennan نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا۔

حضور انور! سب مہمانان کرام!

میرا سب سے پہلا اور خوشکن کام یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو آئرلینڈ میں خوش آمدید کہوں جو دور دراز کے علاقوں سے یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں اور ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آپ کی دوستی نے بہت غنی کر دیا ہے اور ہم اس امن، محبت کے معاشرے سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔

موصوف نے کہا آج کی شام ہمیں یہ پیغام دے رہی ہے کہ ہم یہ یقین رکھیں کہ حقیقی مذہب کا دنیا میں آنے والی کسی بھی تبدیلی میں ہمیشہ بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ عیسائی اور...... دونوں ہمیشہ قیام امن کے لئے کوشاں رہے ہیں اور امن بھی وہ جو رواداری اور باہمی افہام وتفہیم پر مبنی ہے اور اگر ہمارا آج شام یہاں اکٹھے ہونا ہمیں رواداری اور امن کی شاہراہ پر گامزن کر رہا ہے تو ہم دنیا کو ایک بہترین تحفہ دینے جا رہے ہیں۔ وہ دنیا جہاں امن بہت نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ جہاں رواداری انحطاط پذیر ہے اور یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس دنیا اور ہمارے اس ملک میں امن کے پل تعمیر کئے جا رہے ہیں اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہر دوستی ہمارے معاشرہ کی امن کی عمارت میں ایک اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم مختلف مذاہب واقوام آپس میں دوستانہ تعلقات بڑھانے والے ہوں اور گالوے اور اس کے آگے تک امن کے پل تعمیر کرنے والے ہوں اور آج شام یہی میری دعا اور تمنا ہے جبکہ ہم Galway میں بیت کے سنگ بنیاد کی تقریب کے انعقاد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

خطاب حضور انور

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سب سے پہلے میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو احمدی یا (مومن) نہیں ہیں لیکن اپنے احمدی احباب کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آئے ہیں یا جماعت کے اچھے تاثر کی وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں یا اس وجہ سے آئے ہیں کہ ان کو ایسے پروگرام میں پہلی دفعہ شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

آپ کا یہاں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ اچھے تعلقات اور انسانی قدروں کے اشتراک پر یقین رکھتے ہیں۔

میں صرف آپ کے یہاں آنے کا شکرگزار نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے میں اس بات کی قدر کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس بات کا اجر دے۔ شکریہ ادا کرنے کے بعد میں اختصار سے آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا جیسا کہ آپ جانتے ہیں تیز رابطے اور الیکٹرانک میڈیا نے مختلف ممالک کے لوگوں کے مذہب، روایات اور کلچر کو اتنا قریب کر دیا ہے کہ ایک بٹن دبانے سے ہر چیز آسانی سے معلوم ہو جاتی ہے اور مختلف ممالک کے لوگوں کے بارہ میں ہر قسم کی معلومات مل جاتی ہیں۔ ہر خبر یا دنیا میں کسی بھی جگہ ہونے والا ہر واقعہ، دنیا کے ہر کونے میں چند منٹ میں پہنچ جاتا ہے اور سفر کی آسانی کی وجہ سے ممالک کا فاصلہ کم ہوتا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں آئرلینڈ میں جماعت احمدیہ کی اکثریت پاکستانی یا ایشین ہے۔ لیکن چند آئرش احمدی بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مربی ابراہیم نونن صاحب بھی آئرش ہیں۔ بہرحال اکثر تعداد پاکستان کے لوگوں کی ہے ان سب کا رہن

سہن ان کا کردار آپ سب کے سامنے ہیں۔ اگر کوئی پتہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ پاکستانی احمدی لوگ کیسے ہیں تو چند دن دیکھنے کے بعد وہ اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس جدید دور میں کسی قوم کا رہن سہن اور کردار اور روایات اور مذہب راز نہیں رہا۔ تھوڑی سی تحقیق سے سب کچھ معلوم ہوجاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا جہاں Global Village کے کچھ فوائد ہیں وہاں اس کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں جو میڈیا کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ ہر شخص میں خوبیاں اور برائیاں ہیں جہاں اچھائیاں، خوبیاں اپنے اثرات چھوڑتی ہیں ویسے ہی برائیاں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ لیکن مذہبی نقطہ نظر سے جو برائیاں پھیلاتے ہیں ان کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ بمقابلہ ان لوگوں کے جو اچھائیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں خاص طور پر حقوق اللہ کی ادائیگی میں پیدا کرنے والے خالق کے حقوق کو قائم کرنے میں۔ ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو بدقسمتی سے مذہب یا اپنے پیدا کرنے والے کی قدر نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر اور منتخب لوگوں کو دنیا کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو برائیوں سے آگاہ کرسکیں اور لوگوں کی توجہ اچھے کاموں کی طرف کریں۔

حضور انور نے فرمایا اس زمانے میں ہم احمدی، احمدیہ کمیونٹی کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آپ کو دنیا کو اچھے اخلاق سکھانے اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا جہاں تک برائی کا تعلق ہے اگر وہ کسی شخص میں موجود ہے اور خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی ہو لیکن جب وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کا موجب بنتی ہے تو زیادہ نمایاں ہو کر نظر آتی ہے۔ ایسے کسی فرد یا گروپ میں اگر کوئی اچھائی بھی ہو تو وہ لوگوں کو چھوٹی دکھائی دیتی ہے اور اس کی برائی نمایاں ہو کر نظر آتی ہے۔ حقیقت میں دنیا پھر ایسے لوگوں میں کوئی اچھائی نہیں دیکھتی اور باوجود ان میں اچھے اوصاف کے موجود ہونے کے ان میں برائی کے عنصر کو ہی تلاش کرتی ہے۔

بدقسمتی سے آجکل بعض (-) گروپس کے کچھ کام جو دین حق کی تعلیم کے مخالف ہیں اور جو دین حق کے نام سے کئے جاتے ہیں اور دین حق کو برا کر کے دکھاتے ہیں۔ دین حق کے مخالفین اس میں نقص نکالتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں۔ وہ (مومن) جو یہ کام کرتے ہیں۔ مخالف دین گروپس کو ایسا مواد مہیا کرتے ہیں اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میڈیا کو استعمال کر کے دین حق کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ عام آدمی یہ سوال نہیں کرتا اور نہ پوچھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دین حق کے خلاف یہ پراپیگنڈہ صحیح ہی ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ تاہم زیادہ پڑھے لکھے اور تحقیق کرنے والے لوگ گہرائی میں جا کر تلاش کرتے ہیں اور میں خوش قسمت ہوں کہ آج کے اس پروگرام میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ایک سکالر، پروفیسر Richard Bonney ہیں۔ جو Leicester یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کے سابق ہیڈ رہے ہیں۔ ان کا مذہب کے بارہ میں گہرا مطالعہ ہے۔ خصوصاً دین حق کے بارہ میں ان کو چرچ آف انگلینڈ کی طرف سے Reverend کا خطاب بھی ملا۔ یہ بہت سی مختلف نمایاں سوسائٹیوں کے سرکردہ ممبر اور اعلیٰ عہدیدار بھی ہیں۔ انہوں نے جہاد کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت سے پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور تحقیق کر کے یہ بات ثابت کی ہے کہ جہاد کے بارہ میں انتہا پسند، پُرتشدد لوگوں کی تشریح صحیح نہیں ہے۔ اس کتاب میں پروفیسر موصوف نے احمدیہ کمیونٹی کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جو یقیناً مثبت انداز میں ہے۔

حضور انور نے فرمایا تاہم میں جو کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جو لوگ حقیقت کو تلاش کرنا چاہتے ہیں وہ تحقیق اور کوشش سے اسے پالیتے ہیں لیکن ایسے لوگ جو حقیقت اور سچائی کو پانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔ جبکہ عام لوگ بہت کم اصل حقیقت کو پانے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے اکثریت اپنے نظریات کی بنیاد بعض گروپس کے کاموں پر رکھتے ہیں جو دین حق کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا پس آپ میں سے جو آج آئے ہیں کوئی بھی نظریہ قائم کرنے سے پیشتر، ہر زاویے اور تحقیق سے حقیقت جاننے کے لئے اسے پرکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا کرسکیں گے۔

حضور انور نے فرمایا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی اکیلی ہی دین حق کی صحیح تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور جو ہم کہتے ہیں وہ دلائل قطعیہ اور قرآن کریم پر مبنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس بیت (مریم) کے سنگ بنیاد کی تقریب ہے۔ یہ سنگ بنیاد یہاں کی کونسل کی منظوری اور مقامی لوگوں کی مرضی سے رکھا گیا ہے۔ تاہم یہ سنگ بنیاد ہمیں دوسری مجوزہ بیت کی یاد دلاتا ہے جس نے دنیا اور خصوصاً امریکہ کے لوگوں کی توجہ کو اس طرف مرکوز کیا ہے جس بیت سے متعلق میں یہ کہہ رہا ہوں، وہ نیویارک شہر میں Ground Zero پر زیر تجویز بیت ہے۔ جہاں انتہا پسندوں نے چند سال قبل Twin Towers کو تباہ و برباد کیا تھا۔

صدر اوباما اور نیویارک کے میئر نے اس منصوبے کے متعلق اپنی مدد کی یقین دہانی کرائی ہے جبکہ امریکہ کی اکثریت نے اس کی مخالفت کی ہے اور یہ فرق گہرا ہوتا جارہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا جو لوگ بیت کی تعمیر کے حق میں ہیں ان کی یہ دلیل ہے کہ (مومن) جن کو Twin Towers کو گرانے کا کہا جاتا ہے یہ بیت دکھائے گی کہ (مومن) امن پسند ہیں۔ دوسری طرف جو اس تعمیر کے مخالف ہیں بہت سی دوسری دلیلوں کے علاوہ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ (مومنوں) کے خاص گروپ نے یہ کام کیا اور قوم کو اس کی بھاری قیمت چکانا پڑی۔ اس بیت کی تعمیر یہ ہمیشہ کے لئے ظاہر کرے گی کہ مومنوں نے ہماری خوبصورت عمارات کو گرا کر اسی جگہ پر اپنی بیت بنائی ہے۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس کی تعمیر کا مطلب کہ ان کے جذبات کی ہمہ وقت پامالی ہوگی اور اس طرح پُرتشدد لوگوں کی جیت ہوگی جو ہماری جگہوں کو بزور طاقت لینا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ہر حال میں، یہ تضاد ہے جس میں تمام امریکن اور عالمی پریس اور اس کے ساتھ امریکن پبلک ملوث ہے۔ پریس نے جماعت احمدیہ سے بھی رابطہ کیا تاکہ جماعت کا نظریہ معلوم ہوسکے۔

ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ اگر یہ عمارت جو جہازوں کے ٹکرانے سے تباہ ہوئیں اس کی تباہی میں کسی (-) تنظیم کا تعلق ہے تو سب سے پہلے یہ دینی تعلیم کے خلاف ہے کہ بہت سے بے گناہ لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا جائے۔ ایسا کرنا انتہائی ظلم ہے۔ دوسرے اگر یہ عمارت قومی یکجہتی امن کے قیام، مذہبی رواداری اور دین حق کی امن پسند تعلیم کے اظہار کے لئے تعمیر کی جارہی ہے تو پھر صرف بیت کی ہی تعمیر کیوں ہو۔ اس عمل کو وسیع کیا جائے تاکہ بیت کے ساتھ چرچ بھی ہو۔ یہودیوں کی عبادت گاہ بھی ہو اور تمام مذاہب کی عبادت گاہیں بھی ہوں تاکہ مذہبی رواداری کا عملی اظہار ہو اور یہ معلوم ہوسکے کہ دین حق کا متشددانہ عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس بات کا صاف طور پر اظہار ہو کہ دین حق تمام دوسرے مذاہب کے ساتھ چلتا ہے۔ اس بات کا اظہار ہو کہ Terrorism کا کوئی مذہب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اپنے نام کے ساتھ کسی کو قتل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

یہ بتایا جائے اور باور کرایا جائے کہ دین حق ہرگز ان کا ساتھ نہیں دیتا جو مذہب کے نام پر قتل کرتے ہیں بلکہ دین حق ہر امن پسند گروپ کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب تمام مذاہب کی عبادت گاہیں ایک ہی جگہ پر ساتھ ساتھ ہوں گی تو یہ اس بات کا اظہار ہوگا کہ کوئی مذہب غیر قانونی طور پر کسی کو مارنے کی تعلیم نہیں دیتا اور دین حق بھی امن کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور یہی خدا کی طرف سے سچے مذہب کی نشانی ہے۔

دین حق کے معنی صرف محبت، شفقت اور بھائی چارہ کے ہیں۔ اگر اس کے یہی معنی ہیں تو پھر ہم کیوں نہ دوسرے مذاہب کے ساتھ محبت، شفقت اور بھائی چارہ کے ساتھ رہیں؟

حضور انور نے فرمایا مذہبی غیر رواداری کی ایک حالیہ مثال قرآن کریم کو جلانے کا پروگرام تھا۔ جس نے ہر ایک کی توجہ کو کھینچا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں نے بھی اس کے متعلق سنا ہوگا۔ میں حیران ہوں کہ ایک شخص جو پادری بھی ہو۔ قرآن کریم کو جلانے کی اس غیر اخلاقی بات کے متعلق سوچ بھی سکے جو Ground Zero پر عمارت کی تعمیر کی مخالفت میں ہو۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ یہ منصوبہ ختم کردیا گیا ہے اور دنیا جو اس کے نتیجہ میں بدامنی کا شکار ہوسکتی تھی اس کے بداثرات سے بچ گئی ہے۔

مغرب کے خلاف موجودہ پُرتشدد (-) کی نفرت کسی بڑے حادثہ کو جنم دے سکتی ہے۔ وہ غلط طور پر اظہار کرسکتے ہیں جو مزید مذہبی غیر رواداری اور دین حق کے خلاف نفرت پیدا کرے، دین حق امن پسند مذہب ہے۔ یہ ہمیں برائی کو برائی سے ختم کرنے کی تعلیم نہیں دیتا اور ہم احمدیہ کمیونٹی اسی اصول پر عمل پیرا ہیں اور تمام مسائل کا پُرامن حل چاہتے ہیں۔ جہاں جن ممالک میں جماعت اچھی طرح قائم ہوچکی ہے وہاں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اس کی ایک مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ کچھ عرصہ قبل سوئٹزرلینڈ میں بعض سیاسی شخصیات اور ایک خاص پارٹی نے اپنے مفادات کے لئے بیت کے میناروں کے خلاف مہم چلائی اور ریفرنڈم میں وہ جیت گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کی اکثریت نے ووٹ ہی نہیں دیا کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس بیہودہ امر پر کوئی بھی ووٹ نہیں دے گا تاہم اس کے بعد میڈیا کے لوگ، سیاسی اور مقامی لوگوں اور بعض چرچوں نے بھی اس فیصلے پر اپنے غم و غصے کا اظہار کیا۔

زیورچ (Zurich) میں احمدیہ کمیونٹی کی بیت اپنے بلند ترین میناروں کے ساتھ ہے جبکہ سڑک کی دوسری جانب ایک چرچ بھی ہے۔ سوس اخبارات نے ہماری بیت کی تصاویر شائع کیں اور ساتھ ہی نزدیکی چرچ کا بیان بھی شائع کیا جنہوں نے کھل کر کہا کہ انہوں نے بیت کی طرف سے صرف محبت، شفقت اور امن کی آوازیں ہی سنی ہیں۔ حقیقت میں ہمارے تعلقات چرچ کے ساتھ اتنے اچھے ہیں کہ کبھی بیت بڑی تعداد میں آنے والے لوگوں کو نہ سما سکے تو چرچ ہمیں اپنے ہال استعمال کے لئے دے دیتے ہیں اور میں نے خود بھی چرچ کے ہال میں نماز پڑھائی ہے۔ یہ صرف ہمارے ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وجہ سے ہے اور دین حق کی محبت اور بھائی چارے کی تعلیم کی وجہ سے ہے کہ چرچ ہم پر بہت اعتماد کرتا ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ (مومن) متشدد نہیں ہیں لیکن بعض (-) کے غلط کاموں کی وجہ سے جو وہ دین حق کی تعلیم کے خلاف اپنے مفادات کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کے ایسے غلط کاموں سے لگتا ہے اور یہ نظر آتا ہے کہ (-) متشدد ہیں۔ حقیقت میں سچے مومن امن کے سفیر ہیں اور اس بیت کی تعمیر کے ساتھ آپ اپنی آنکھوں سے اس کا ثبوت دیکھ سکیں گے۔

حضور انور نے فرمایا جو مذہب کے مخالف ہیں وہ مذہب کو نفرت اور لڑائیوں کا سبب سمجھتے ہیں۔ لیکن جب آپ خود ان لڑائیوں کا تجزیہ کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یا تو سیاسی وجوہات کی بناء پر یا جغرافیائی سرحدوں کی وجہ سے یا دوسروں کے ذرائع آمد پر قبضہ کرنے یا ان سے فائدہ اٹھانے یا بعض اوقات قومی یا ملکی جھگڑوں کی وجہ ہی ان لڑائیوں کا سبب بنتی ہے۔ یہ

بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات جنگیں مذہب کا بہانہ بنا کر بھی لڑی گئی ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مذہب کے نام پر لوگوں کو جنگ کے لئے اکسانا آسان ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ایک بڑا الزام جو دین حق پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ دین حق تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے یہ دین حق پر صرف الزام ہے جس کی وضاحت میں کروں گا کہ کیوں اور کن حالات میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیغمبر اسلام نے کچھ جنگیں لڑی ہیں؟ حقیقت میں یہ شرائط آپ کے روحانی جانشینوں نے مدنظر رکھیں یعنی خلفاء نے جہاں تک مذہب کا تعلق ہے دنیا کا کوئی بھی مذہب ظلم کی تعلیم نہیں دیتا کیونکہ مذاہب خدا کی طرف سے ہی آتے ہیں اور خدا اپنی مخلوق سے بہت محبت کرتا ہے۔ قرآن کریم سے بھی ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ میں نے روحانی جانشینوں کا ذکر کیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے چار خلفاء کے بعد نظام خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی۔ بادشاہوں کی لڑائیاں عمومی طور پر سیاسی اور جغرافیائی سرحدوں کے بڑھانے کے لئے تھیں۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں بہت کم لڑائیاں مذہب کی خاطر تھیں اور جو لڑی بھی گئیں وہ ضرورت کے تحت لڑی گئی تھیں۔ میں اس مختصر وقت میں اس کی تفصیل میں نہیں جاسکتا۔ حقیقت میں دینی تعلیم کا ماخذ اس قانون پر مبنی تھا جو نبی کریم ﷺ کی طرف قرآن کی شکل میں نازل ہوا۔ جہاں قرآن کریم ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے وہ دشمن سے بچاؤ کی خاطر ہے اور اس کی وجوہات بیان کرتا ہے۔ اگر ہم اسلام کی تاریخ کے پہلے تیرہ سالوں کو دیکھیں تو پیغمبر اسلام اور آپؐ کے صحابہ کو بہت ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا ہر قسم کا ظلم روا رکھا گیا۔ مسلمانوں کو مکہ کے لوگوں سے ڈر کی وجہ سے اور عبادت کرنے کے لئے چھپ کر رہنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو دہکتے کوئلوں پر ڈالا جاتا تھا جب وہ خدا کا نام لیتے تھے۔ ان کو مارا جاتا تھا اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ظلم کئے جاتے تھے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بہرحال ان 13 سالوں کے ظلموں کے بعد ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی، جہاں انہیں کچھ زیادہ آزادی میسر آگئی تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے کفار اور یہود کے ساتھ ایک معاہدہ کیا اور مدینہ میں ایک چھوٹی سی حکومت تشکیل دی اور معاہدہ کی رو سے آپؐ کو لیڈر (سربراہ) بنایا گیا۔ یہاں بھی مکہ والوں نے مسلمانوں کا تعاقب کیا تاکہ ان کو ختم کرسکیں۔ چنانچہ کفار سے مدینہ پر حملہ کیا خداتعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دفاع کی اجازت دی کیونکہ حملہ کرنے والے تمام حدود کو پار کر چکے تھے۔ خداتعالیٰ نے حکم دیا کہ اے مسلمانو! تم کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے اور اس اجازت کے حملہ کرنے والوں کے مقابلہ کی اجازت دی۔

قرآن کریم سورۃ الحج آیات 41,40 میں فرماتا ہے۔

ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ اجازت جو اپنے دفاع کے لئے دی گئی ان لوگوں کو دی گئی جن پر بے انتہا مظالم روا رکھے گئے۔ وہ جن کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ کہتے تھے اللہ ہمارا رب ہے۔ صرف یہ کہنے سے ان کو ظلم سہنے پڑے اور اپنے گھر چھوڑنے پڑے اور پھر جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو صرف اپنے دفاع کی ہی اجازت نہیں دی گئی بلکہ حقیقت میں ان کو حکم دیا گیا کہ جوں جوں ظالم اپنے ظلم میں بڑھتے جائیں گے، چرچ یہودی معابد بھی ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہیں گے اور نہ ہی کوئی اور عبادت کی جگہ نہ صرف اپنے مذہب اور مساجد کی حفاظت اور دفاع کی اجازت دی بلکہ مسلمانوں کو پابند کر دیا گیا کہ وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کریں۔ اس ایک حکم سے تمام مذہبی جنگوں اور نفرت پھیلانے کی نفی کر دی گئی۔ یہ آیات بھی ثابت کرتی ہیں کہ اسلام مذہب کے نام پر یا کسی قسم کی انتہاء پسندی سے خون بہانے کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر جب بھی قرآن کریم نے جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اگر آپ اس کے اصل متن کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انتہائی جائز وجوہات کی بناء پر دی۔ لیکن اب اس زمانہ میں کوئی جائز وجہ مذہبی جنگ کی باقی نہیں رہی۔ اسی لئے بانی جماعت احمدیہ نے کہا کہ چونکہ دین حق کے نہ ماننے والے مذہب کے نام پر حملے نہیں کر رہے۔ اس لئے مومنوں کو بھی مذہبی جنگیں کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

دین حق کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے اور ہدایت ظاہر و باہر ہو کر عیاں ہوگئی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم نے سمجھ لیا ہے اور دین حق کو مذہب کے طور پر چن لیا ہے تو ہدایت کے راستہ پر چلو اور ہدایت کے راستے یہ ہیں کہ تم خدا اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو تاکہ دنیا یہ جان سکے کہ تمہیں سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے نہ کہ گمراہوں کے راستہ پر۔

ہدایت یافتہ لوگوں کے قول اور فعل خود بولتے ہیں ان کو اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ خوبصورت تعلیم جس پر جماعت احمدیہ عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مذہب، خدا اور بندے کے درمیان ایک ذاتی معاملہ ہے اور طاقت اس میں کسی طرح بھی استعمال نہیں ہوسکتی۔ طاقت کا استعمال اور متشددانہ کارروائیاں نفرت کی دیواریں تو کھڑی کرسکتی ہیں لیکن دل نہیں جیت سکتیں اور جن کے دل نہ جیتے جائیں، جب بھی ان کو موقع ملے بدلہ لیتے ہیں کیونکہ مذہب میں رہتے ہوئے وہ کسی قسم کی قربانی نہیں دے سکتے۔

دین حق کی اس خوبصورت تعلیم پر احمدیہ کمیونٹی ہی عمل پیرا ہے اور احمدیہ کمیونٹی کے ممبران سے ظاہری طور پر بھی اس تعلیم کا اظہار ہو رہا ہے۔ وہ خوشی سے اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیاں اس امن کے پیغام کی خاطر دے رہے ہیں اور قانون کو کبھی بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے اور بدامنی نہیں پیدا کرتے۔

یہ رویہ اور طریقہ مختصر الفاظ میں اس طرح ادا ہوسکتا ہے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے جماعت احمدیہ جو بیت یہاں بنانا چاہتی ہے وہ محبت اور امن کی تعلیم کو ظاہر کرتی ہے اور اس پیغام کو پھیلانے کے لئے ہے۔

حضور انور نے فرمایا مقامی آبادی خصوصیت سے اور آئرش قوم عمومی طور پر اس پیغام کو دیکھے گی اور یہ گواہی دے گی کہ دین حق ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی قدروں کو قائم کرتا ہے اور وہ دیکھیں کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو امن کی سفیر ہے اور ان خوبیوں کی حامل ہے اور ان اعلیٰ اقدار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب کو مذہبی رواداری کی ضرورت ہے اور دنیا کے لوگوں کو محبت، شفقت اور بھائی چارے کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں انسان کی ایک فوری ضرورت اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے کی ہے اور یہی انسانیت کی بقاء کے لئے گارنٹی ہے جبکہ دنیا تیزی سے اپنی تباہی کی طرف جارہی ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور امن کے قیام اور دنیا کے پیدا کرنے والے خالق کو پہچاننے کی کوشش کریں اور میری دعا ہے کہ تباہی جو ہمارا انتظار کر رہی ہے اس سے بچ سکیں۔

آخر میں میں معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا وقت دیا اور جن کی آمد سے یہ شام بہترین بن سکی۔ بہت بہت شکریہ!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب نو بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض معزز مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔

بعدازاں سبھی مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا تناول کیا۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت مہمانوں سے ملنے کے لئے۔ باری باری ہر ٹیبل پر تشریف لے گئے اور مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ اس موقع پر مرد حضرات نے شرف مصافحہ حاصل کیا اور مہمان خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ یہ پروگرام رات پونے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور کے خطاب پر مہمانوں کے تاثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا ہر آنے والے مہمان پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمان اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ایک صاحب جو کہ رائٹر ہیں اور اپنی رائٹرز ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور کا خطاب انتہائی اعلیٰ اور مؤثر تھا۔ حضور انور نے جو فرمایا ہے بالکل صحیح بات کی ہے۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ مذہبی فنکشنز میں شامل نہیں ہوتے اور بہت کم جاتے ہیں۔ لیکن آج میں حیران ہوں کہ سارا ہال مہمانوں سے بھرا ہوا ہے اور بڑے ہائی لیول کے مہمان ہیں۔ آپ لوگوں میں ایک کشش ہے۔

ایک احمدی دوست کے مالک مکان بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے کہا حضور انور کے خطاب نے بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میں نے زندگی میں ایسی پاک روحانی شخصیت پہلے نہیں دیکھی۔

جہاں ہماری بیت تعمیر ہو رہی ہے وہاں کا ایک ہمسایہ بھی اس تقریب میں مدعو تھے۔ موصوف نے کہا میں باقاعدہ ہر اتوار کو چرچ عبادت کے لئے جاتا ہوں لیکن آج حضور انور کا خطاب سن کر میری عبادت تو یہیں ہوگئی ہے۔ اب مجھے اتوار کو چرچ جانے کی ضرورت نہیں رہی۔

ایک صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک بہت خوشگوار شام تھی۔ حضور انور سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ بہت محبت اور پیار کرنے والے انسان ہیں۔

ایک خاتون نے کہا یہ بہت ہی خوبصورت لمحات تھے جب امن اور بھائی چارہ کے ماحول میں احمدیوں کو دیکھا کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں مجھے حضور انور کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اتنی اچھی وسیع جماعت آئرش سوسائٹی میں مدغم ہو رہی ہے میں اس کے لئے آپ کی مشکور ہوں۔

ایک صاحب نے کہا کہ یہ ایک بہت خوشگوار شام تھی۔ ہمیں خوشی ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ بیت کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہوئے۔ میں اس پر کمیونٹی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اب بیت کے افتتاح کی تقریب کا انتظار کروں گا۔

ایک صاحب نے کہا احمدیہ کمیونٹی ایک اچھی اور پیار کرنے والی جماعت ہے میں نے دیکھا کہ آئرش بشپ بھی یہاں تھے۔ آئرش سوسائٹی کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہا گیا۔

ہوٹل Clayton جہاں یہ تقریب منعقد ہوئی۔

باقی صفحہ 6 پر

س۔منیرہ باجوہ

مکرم جنرل (ر) ناصر احمد صاحب کی یادیں

تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندوں سے زندہ ہو

شہادت اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے جو نصیب والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ سانحہ لاہور میں راہ مولا میں قربان ہونے والے پاک وجودوں میں ایک نہایت ہی پاک ،اعلیٰ اخلاق کے مالک ،منکسر المزاج عاجز، وفا شعار، وطن عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے ۔ متعدد جنگی معرکوں میں مختلف محاذوں پر دشمن کو دندان شکن جواب دینے والے،ایک غازی ایک فاتح جرنیل۔ مسیح پاک کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی کی آخری سانس تک دربانی کرنے والے وجود جنرل (ر) ناصر احمد صاحب بھی تھے۔ آپ ماڈل ٹاؤن لاہور کی بیت نور میں راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔

آپ 1943ء میں وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوئے۔ 1987ء سے شہادت تک حلقہ ماڈل ٹاؤن کے صدر جماعت اور 20 سال سے بطور سیکرٹری اصلاح وارشاد ضلع لاہور نیز مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجا لاتے رہے۔ صدارت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے رفقاء کار اور احباب جماعت کی معیت میں ،لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ،کا روح پرور ترانہ پڑھتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ ؎

واہ رے باغ محبت موت جس کی راہ گزر
وصل یار اس کا ثمر پر اردگرد اس کے ہیں خار

آپ میری امی جان کے سگے چچازاد بھائی تھے۔ پاکستان ائیر فورس کے سابق چیف ائیر مارشل ظفر چوہدری اور مکرم انور احمد کاہلوں صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کے بہنوئی تھے ۔جلسہ سالانہ ربوہ، اجتماعات مرکزیہ یا اورکوئی بھی جماعتی میٹنگز ہوتیں، آپ ربوہ آکر ضرور ان میں شامل ہوتے اور جب بھی ربوہ آتے ان کا قیام ہمارے گھر میں ہی ہوتا اس طرح خاکسار کو متعدد باران کی میزبانی کی توفیق ملتی رہی۔ وہ بے حد پیار کرنے والے وجود تھے۔ ہم ان کے سامنے بالکل بچے تھے لیکن ان کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ ملتے وقت ہمیشہ ہمارے لئے تعظیماً کھڑے ہو کر ہمیں پیار اور عزت دیا کرتے تھے۔ اس طرح کے نرم دل اور محبت کرنے والے بزرگ تھے کہ اگر تھوڑی سی بھی ان کی کوئی خدمت کی تو وہ اس قدر ممنون احسان ہوتے کہ دعائیں دیتے ہوئے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے گویا بچھے جارہے ہیں۔ بے حد سادہ طبیعت، نرم دل اور بڑے ہی با اصول تھے۔ میرے والد محترم میجر حمید احمد کلیم صاحب کے ساتھ جہاں عزیز داری تھی وہاں ہم پیشہ اور دونوں کا خلافت کے ساتھ عاشقانہ تعلق ہونے کے ناطے آپس میں گہری دوستی اور بے تکلفی تھی۔ دونوں ہی مختلف محاذ جنگ کے شیر بہادر غازی تھے۔ جب دونوں آپس میں وطن عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کے معرکوں کا ذکر کرتے تو ان کے چہروں پر ایک خاص قسم کی چمک نمودار ہوتی جو دید کے قابل ہوتی۔ دونوں کے مزاج ملتے تھے ان کی نمازوں اور عبادتوں کے معیار بھی بہت بلند تھے۔ والد صاحب مرحوم 1965ء کی جنگ میں چونڈہ کے محاذ پر دشمن سے نبرد آزما تھے جہاں ٹینکوں کی سب سے بڑی گھمسان کی جنگ لڑی گئی۔ اور دشمن کو عبرت ناک شکست ہوئی۔عسکری خدمات سے فارغ ہو کر والد صاحب نے اپنی خدمات دربار خلافت میں پیش کر دیں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو اپنا پرائیوٹ سیکرٹری بنایا حضور اقدس کے وصال کے بعد آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے بھی پرائیوٹ سیکرٹری رہے۔خدمت سلسلہ کے دوران ہی والد صاحب کی وفات ہوئی ۔لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی وفات پر لکھا کہ الحمدللہ نیک انجام ہوا۔

جنرل صاحب نے بنگلور سے 1942ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور فرائض کی احسن رنگ میں ادائیگی کی بدولت ترقی کر کے میجر جنرل کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں برما کے محاذ پر کارنامے سرانجام دیئے۔ 1971 کی جنگ میں راجستھان سیکٹر پر گھٹنے میں گولی لگنے سے زخمی ہوئے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوسکیں تو یہ ایک معجزہ سے کم نہیں ہو گا۔ بڑے باہمت ، بہادر اور مضبوط قوت ارادی کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا دوبارہ چلنے کے قابل تو ہو گئے۔ لیکن گولی عمر بھر نہ نکل سکی۔ آپ جیسے اعلیٰ منصب پر فائز جرنیل کو فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران گولی کا لگنا آپ کی فرض شناسی اور عظیم المرتبت محبّ وطن ہونے کی نمایاں اور ممتاز شان ہے ہمیشہ ماتحتوں کو گولیاں لگنے کا تو سنتے آئے ہیں لیکن اس اعلیٰ رینک پر فائز کسی جرنیل کو گولی کا لگنا شاذ کے طور پر ہو تو ہو۔ یہ سعادت ان بہادروں کے حصہ میں آتی ہے جو دوران جنگ اگلے مورچوں پر بےجگری سے سینہ سپر ہو کر ناموس وطن کی حفاظت کرتے ہیں۔

خلافت سے بے پناہ عشق تھا فوج سے فارغ ہو کر اپنے آپ کو جماعت کی خدمت پر اس فدائیت اور لگن کے ساتھ لگایا کہ کوئی دقت اور کوئی رکاوٹ آپ کی اس خدمت میں روک نہ بن سکی۔ آپ کے نائب امیر صاحب جو فوج سے میجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے اور آپ ایک جنرل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے ۔ جماعتی خدمات میں آپ ان کے ماتحت کام کر تے تھے۔ایک دفعہ نائب امیر صاحب مذکور نے مذاق میں کہا کہ دیکھو آج ایک جنرل ایک میجر کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم احمدی ہیں ، ہمارا کام اطاعت کرنا ہے، جماعتی خدمت میں میجری اور جرنیلی کا کوئی سوال نہیں ہے۔ بلاشبہ آپ اس راز کو پا چکے تھے جو حضرت مسیح موعود ان الفاظ میں فرمایا۔ ؎

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر ہو وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

خدمت کی اس راہ پر ایک پیاسے کی طرح لرزاں وترساں چلتے رہے کہ جس سے نہ آپ کا جی بھرا، نہ نظر بھری اور نہ ہی کاسہ بھرا۔ خدمت کی پیاس تھی کہ ہمیشہ بڑھتی ہی رہی، آپ کی یہ نیک ادائیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبول ٹھہریں۔ یہاں تک کہ ؎

وہ طلوع ہوا سویرا وہ گھڑی بھی آن پہنچی
وہ جو دن تھا فیصلے کا نہیں آج ٹلنے والا

وہ دن اور سال یعنی 28 مئی 2010ء بروز جمعتہ المبارک بیت نور ماڈل ٹاؤن لاہور میں آپ نے شہادت کا رتبہ پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 11 /جون 2010ء میں اپنے اس جاں نثار جرنیل کا بڑے ہی دلنشین انداز میں ذکر خیر فرمایا ہے۔

اس روز آپ جمعہ پر آنے کیلئے تیار ہوئے، سنتیں گھر پر ہی ادا کیں بیت نور میں ہال سے باہر کرسی پر بیٹھے تھے۔حملہ کے وقت آپ سے کہا گیا کہ اندر آ جائیں کہنے لگے پہلے باقی احباب کو لے جائیں ۔آخر میں خود آئے اور ہال میں آخر پر لگی کرسیوں پر بیٹھ گئے لوگ تہہ خانہ کی طرف جانے لگے تو آپ کو بھی جانے کو کہا گیا آپ نے کہا کہ مجھے یہاں ہی رہنے دیں۔ دہشت گرد نے گرنیڈ پھینکا جو آپ کے قدموں میں آ کر پھٹا جس سے آپ زخمی ہو گئے ۔اسی اثناء میں دہشت گرد نے آپ پر فائرنگ کر دی ۔ آپ کو گردن میں گولی لگی۔ آپ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کی حالت میں شہید ہو گئے۔ بھرپور کامیاب زندگی گزار کر 91 سال کی عمر میں نماز جمعہ کے موقع پر اللہ کے گھر میں بالآخر۔ ؎

جان دے دی ہے جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

آپ نے زندگی میں بہت اعزاز پائے لیکن آپ نے ہمیشہ کسر نفسی اور عاجزی سے زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام عزتوں سے بڑھ کر آسمان پر آپ کو وہ عزت عطا فرمائی جس کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ۔ ؎

تیری راہ میں موت سے بڑھ کر نہیں عزت کوئی
دار پر سے ہے گزرتا راہ تیرے دار کا

آپ کے متعلق بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا میں نے نہایت اختصار کے ساتھ ان کی بے شمار خوبیوں ؛ ان گنت نیک خصلتوں اور اوصاف حمیدہ میں سے چند ایک کا ذکر کیا ہے جن کی میں خود گواہ ہوں۔ ورنہ ان بزرگوں کی اطاعت گزاریوں اور وفاؤں کے تذکروں کیلئے نہ قلم کی مجال ہے اور نہ الفاظ میں کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ سانحہ لاہور میں زخمی ہونے والے تمام افراد جماعت کو اپنے دست شفا سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور تمام شہداء کرام کے درجات بلند فرمائے۔ جو ہمارے لئے اپنے خون سے یہ پیغام لکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے کہ۔ ؎

ہم سرافراز ہوئے رخصت ہے آپ سے بھی امید بہت
یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے ہیں کس ماں کے جائے ہیں

اللہ تعالیٰ پیارے حضور کا سایہ عافیت ہم پر سلامت رکھے اور ہمیں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ 5 دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

اس ہوٹل کے جنرل مینیجر کو جب اس تقریب کے آرگنائز کرنے اور مہمانوں کے بارہ میں بتایا تو اس نے کہا کہ مجھے آج تک جتنے بھی تجربات ہوئے ہیں اور ہوٹل میں جتنے بھی Events ہوئے ہیں۔ آپ کے مہمانوں میں اعلیٰ سرکاری حکام، حکومتی سطح پر ہر لیول کے لوگ، اپوزیشن لیڈر، ممبران پارلیمنٹ سب ایک جگہ اکٹھے ہو رہے ہیں یہ بات میرے لئے حیران کن ہے کہ ایک دینی آرگنائزیشن یہ کیسے کر سکتی ہے کہ یہ سب لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔

غرض اس تقریب میں شامل ہونے والا ہر مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اور حضور انور کے وجود مبارک سے فیضیاب ہوا اور جماعت کے بارہ میں اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے لیکن کسی کے چہرے پر اس تاخیر کی وجہ سے تھکن کے کوئی آثار نہیں تھے۔ ہر ایک اپنی خوش نصیبی پر بہت خوش تھا۔

تبرکات .... حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

صدمات میں اوہام باطلہ سے بچنے کا طریق

بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مصائب اور صدمات میں طرح طرح کے اوہام باطلہ کا شکار ہونے لگتے ہیں اور بعض اوقات ایسے خیالات کا اظہار کرنے لگ جاتے ہیں یا اگر اظہار نہیں کرتے تو کم از کم ایسے خیالات کو دل میں جگہ دے دیتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کے متعلق نعوذ باللہ بدظنی اور بدگمانی کا رستہ کھلتا ہے اور اندر ہی اندر ایمان کو گھن لگ جاتا ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اصل باعث تو کسی صدمہ پر صبر و رضا کو ہاتھ سے دے دینا ہوتا ہے لیکن اکثر اوقات ان خیالات کی بنیاد لاعلمی پر بھی ہوتی ہے۔ یعنی لوگ موت وحیات کے قانون کو سمجھنے کے بغیر خدا کے فعل کے متعلق رائے قائم کرنے لگ جاتے ہیں اور چونکہ صدمہ کا بھی غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس رائے زنی میں کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں۔

احباب کو معلوم ہے کہ چند دن ہوئے ولایت میں ہمارا ایک عزیز بچہ مرزا سعید احمد فوت ہو گیا۔ وفات جو ایک بہت لمبی جدائی کا نام ہے۔ طبعاً اپنے اندر ایک انتہائی تلخی کا عنصر رکھتی ہے مگر جن حالات میں عزیز مرحوم کی وفات ہوئی انہوں نے اس کو خاص طور پر تلخ کر دیا تھا اور اس تلخی کا احساس طبعاً ہمارے سارے خاندان کو تھا اور ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صبر کا حکم دیا ہے اور الحمدللہ کہ ہم نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اس خدائی امتحان کو رضا کے ساتھ قبول کیا ہے۔

احباب کو یہ بھی معلوم ہے کہ آج کل میرا اپنا بچہ عزیزم مرزا مظفر احمد بھی ولایت میں تعلیم پا رہا ہے۔ سعید احمد مرحوم کے ساتھ مظفر احمد کا بہت گہرا تعلق تھا۔ یعنی اول تو قریبی رشتہ دار پھر دوست، پھر ہم عمر، پھر ہم جماعت اور پھر دونوں وطن سے دور اور اپنے دوسرے عزیزوں کی نظروں سے اوجھل۔ ان حالات میں مظفر کو طبعاً سعید کی وفات کا انتہائی صدمہ ہوا۔ اپنے اس صدمہ کے اظہار کے لئے اس نے مجھے ایک خط لکھا ہے جو درد وغم کے جذبات سے معمور ہے اور گو اس خط میں مظفر نے خدا کے فضل سے صبر و رضا کو نہیں چھوڑا مگر ایک فقرہ وہ ایسا لکھ گیا جو مجھے کھٹکا ہے۔ بلکہ خود مظفر کو بھی کھٹکا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ خیال آیا تھا لیکن پھر میں نے اسے دل میں ہی دبا لیا۔ بہرحال میں نے اس کی تربیت کے خیال سے اسے اس ڈاک میں ایک خط لکھا ہے جس کا متعلقہ حصہ ناظرین کے فائدہ کے لئے الفضل میں بھجوا رہا ہوں تا کہ ہمارے دوست مصائب و آلام میں اوہام باطلہ سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔ یہ خط ایک پرائیویٹ خط ہے اور اگر میں اخبار کے لئے مضمون لکھتا تو شائد دوسرے رنگ میں لکھتا لیکن بہرحال چونکہ اصول ایک ہی ہے۔ میں اسے دوستوں کے فائدہ کے لئے الفضل میں شائع کروا رہا ہوں۔ اگر خدا نے چاہا تو کسی دوسرے وقت اس موضوع پر زیادہ بسط کے ساتھ لکھوں گا۔

خط درج ذیل ہے:۔

قادیان 7 فروری 1938ء

عزیزم مظفر احمد سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارے خط سے عزیز سعید احمد مرحوم کی بیماری اور وفات کے حالات کا تفصیلی علم حاصل ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ عزیز سعید احمد کی وفات نہایت درجہ تلخ حالات میں ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے سب عزیزوں کے دل پر بہت بھاری بوجھ ہے اور میں نے تو خصوصیت کے ساتھ اس حادثہ کی تلخی کو بہت زیادہ محسوس کیا ہے۔ کیونکہ علاوہ عام رشتہ کے میرے ساتھ گزشتہ تین سال میں سعید مرحوم کا خاص تعلق رہا تھا اور میں نے اس صدمہ کو اسی طرح محسوس کیا ہے جیسے کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے کا صدمہ ہوتا ہے مگر تمہارے اس خط میں ایک فقرہ ایسا ہے جسے میں دینی تربیت کے لحاظ سے یونہی بلا نوٹس نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ فقرہ اس مفہوم کا ہے کہ تمہیں سعید کی وفات پر انتہائی غم والم کی حالت میں خیال آیا کہ بیسیوں ایسے آدمی ہیں جن کی موت کسی شخص کے لئے کسی خاص تکلیف کا باعث نہیں ہوتی لیکن موت آئی تو بے چارے سعید کو ہم سے جدا کرنے کے لئے اور وہ بھی اس جوانی کی عمر میں اور اس غریب الوطنی کی حالت میں الخ۔

یہ فقرہ جیسا کہ خود تم نے محسوس کیا ہے اپنے اندر ایک گلہ کا رنگ رکھتا ہے اور گو مجھے خوشی ہے کہ تم نے اسے دبا دیا اور اس خیال کا اظہار نہیں کیا اور جو خراب خیال دل کے اندر ہی دبا یا جائے وہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ دبا دینے کی وجہ سے ایک نیکی شمار ہوتا ہے لیکن پھر بھی چونکہ تمہارے دل میں اس قسم کا خیال آیا تھا۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تربیتی اور تعلیمی لحاظ سے اس کے متعلق کچھ ذکر کروں:۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے کبھی بھولنا نہیں چاہئے کہ خدا نے دنیا میں دو قسم کے قانون جاری کئے ہیں۔ ایک قانون نیچر ہے اور دوسرا قانون شریعت ہے۔ یہ دونوں قانون اپنے علیحدہ علیحدہ دائروں میں چلتے ہیں اور ایک دوسرے کے دائرہ میں دخل انداز نہیں ہوتے اور دنیا کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ان کا علیحدہ علیحدہ رہنا ہی مفید اور ضروری ہے۔ اس تقسیم کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں کہ موت وحیات کا قانون نیچر کے قانون کا حصہ ہے یعنی زندگی اور موت کے امور قانون نیچر کے ماتحت رونما ہوتے ہیں اور قانون شریعت سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (سوائے مستثنیات کے جن کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں) پس موت و حیات کے واقعات کو قانون شریعت کے ماتحت لا کر ان کے متعلق رائے لگانا ہمیشہ غلط نتیجہ پیدا کرے گا۔ مثلاً اگر ایک اچھا اور نیک آدمی کسی وجہ سے ہیضہ کے جراثیم کی زد کے نیچے آ جاتا ہے اور ان جراثیم کے مقابلہ کی بھی اس کے جسم میں طاقت نہیں ہے تو وہ لازماً ہیضہ کا شکار ہو جائے گا اور اس کی نیکی اسے اس حملہ سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی مگر اس کے مقابل پر اگر ایک خراب آدمی ہے لیکن وہ ہیضہ کے جراثیم کی زد کے نیچے نہیں آیا یا زد کے نیچے تو آیا مگر اس کی جسمانی حالت ان جراثیم کے مقابلہ کے لئے کافی مضبوط تھی تو باوجود دینی لحاظ سے گندہ اور خراب ہونے کے وہ اس آفت سے محفوظ رہے گا۔ خدا کا یہ قانون دنیا کی ہر چیز میں کام کر رہا ہے۔ جاندار اور غیر جاندار، انسان اور حیوان، امیر اور غریب، نیک اور بدسب اس قانون کے جوئے کے نیچے ہیں۔ پس اگر سعید مرحوم قانون نیچر کی زد میں آ گیا۔ یعنی ایک طرف اس نے اپنی والدہ مرحومہ سے سل کی بیماری کا میلان ورثہ میں پایا اور دوسری طرف اس کی اپنی جسمانی بناوٹ بھی کمزور تھی اور تیسری طرف اس نے ہوا میں اڑتے ہوئے یا کسی اور طرح سل کے جراثیم کو اپنے جسم کے اندر لے لیا اور چوتھی طرف اس نے اپنے جذبہ صبر و رضا کے ماتحت شروع میں اپنے اس خطرہ کا کسی سے اظہار نہیں کیا۔ حتیٰ کہ بیماری اندر ہی اندر ترقی کر کے خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے اور پانچویں طرف اسے یہ حالات اس ملک میں پیش آئے جہاں کی آب و ہوا سخت مرطوب اور خنک ہے تو ان حالات کا لازمی اور قدرتی نتیجہ یہی ہوسکتا تھا جو ہوا۔ یعنی قانون نیچر کے حملہ نے ہمارے عزیز کی زندگی کے لہلہاتے پودا کو عین جوانی کے عالم میں کاٹ کر گرا دیا۔ یقیناً یہ سارا منظر اپنے اندر ایک انتہائی تلخی رکھتا ہے مگر اس تلخ نتیجہ کو عام قانون نیچر کے دائرہ سے نکال کر اوہام باطلہ کا شکار ہونے لگنا سخت غلطی ہے، جس پر استغفار کرنا چاہئے۔ یہ حادثہ خواہ کتنا ہی تلخ ہے مگر بہرحال وہ قانون نیچر کا ایک حصہ ہے اور اسے اس کے دائرہ کے اندر ہی محدود رکھنا چاہئے ورنہ خدا پر بدظنی پیدا ہونے کا راستہ کھلتا ہے جو سراسر مہلک ہے۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ تم نے اس باطل خیال کو پیدا ہوتے ہی دبا دیا اور اس کے اظہار سے باز رہے اور اس طرح گناہ میں گرنے کی بجائے ایک نیکی کما لی ورنہ اگر اظہار کر دیتے یا اس خیال کو اپنے دل میں راسخ ہونے دیتے تو یہ سراسر معصیت تھی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس واقعہ کو فرض کے طور پر مستثنیات کے دائرہ میں لے جا کر قانون شریعت کے ماتحت ہی لا کر دیکھنا ہو تو پھر بھی اس میں امکانی طور پر ایسی توجیہات کے راستے کھلے ہیں جو ایک مومن کی تسلی کا باعث ہونے چاہئیں۔ دوسری باتوں کے ذکر کو چھوڑتے ہوئے میں صرف مثال کے طور پر قرآن شریف کے اس بیان کردہ اصول کی طرف اشارہ کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات انجام کے لحاظ سے بچوں کی وفات ان کے والدین کے لئے بلکہ خود بچوں کے لئے رحمت کا موجب ہوتی ہے۔ یعنی کسی نہ کسی رنگ میں اس کی تہہ میں خدائی رحمت کا جلوہ مخفی ہوتا ہے اور خدا کے رازوں کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور بھی بعض مصالح ہو سکتے ہیں جو اس قسم کے واقعات کی تہہ میں کام کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال تمہارے لئے یہی دو اصول کافی ہیں جو میں نے اوپر بیان کر دیئے ہیں۔

اب ایک مختصر سی تیسری بات عشق و وفا کے میدان کی بھی سن لو اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس نے ہم پر ہزاروں احسان کئے ہوں اور یہ احسان بہت وزنی اور اہم ہوں اور پھر کبھی کسی موقع پر ہمیں اس محسن کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو قطع نظر اس کے کہ اس تکلیف کے نیچے بھی رحمت و شفقت مخفی ہو۔ کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ اس شخص کے کثیر التعداد اور عظیم الشان احسانوں کو یاد رکھتے ہوئے اس کی اس تکلیف اور سختی کو بھلا دیں اور تکلیف کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے احسانوں کی وجہ سے اس کے شکر گزار رہیں۔ قطع نظر دوسرے لاتعداد احسانوں کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو عظیم الشان احسان حضرت مسیح موعود کی نسل میں پیدا کر کے کیا ہے۔ وہی اکیلا اس قدر بھاری ہے کہ میں اپنے ذوق کے مطابق تو سمجھتا ہوں کہ اگر بالفرض خدا ہم سب کو آپ کی نسل میں پیدا کرنے کے بعد عین جوانی کے عالم میں حرف غلط کی طرح مٹاتا چلا جائے اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑے تو کم از کم جہاں تک میرے قلبی احساسات کا تعلق ہے میں پھر بھی اس کے پیدا کرنے کے احسان کو اس کے مارنے کے فعل پر بھاری سمجھوں گا اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں اس کی شکر گزاری کا جذبہ کم نہیں ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے ؎

صادق آں باشد کہ ایام بلا

مے گذارد بامحبت باوفا

گر قضا را عاشقے گردد اسیر

بوسد آں زنجیر را کز آشنا

یعنی صادق وہ ہوتا ہے جو مصیبت اور ابتلاء کے دنوں کو بھی محبت اور وفاداری کے ساتھ گزارتا ہے اور اگر کبھی خدائی قضا و قدر کے ماتحت کوئی عاشق مصائب و آلام میں گرفتار ہو جائے تو وہ اپنے وفور

عشق میں ان مصائب و آلام کی آہنی زنجیروں کو بھی چومتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ زنجیریں بھی میرے محبوب کی طرف سے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جس کے متعلق سب سے مقدم فرض خود ہمارا ہے کہ ہم اس پر عمل کریں کیونکہ ہم آپ کی صرف روحانی نسل سے ہی نہیں ہیں بلکہ جسمانی نسل سے بھی ہیں اور دوسروں کی نسبت ہماری ذمہ داری زیادہ ہے۔ میں نے یہ باتیں محض اصولی طور پر تمہاری دینی تربیت کے لحاظ سے لکھی ہیں۔ ورنہ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ تم نے اپنے خدا پر کوئی بدگمانی کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہ ایک محض اڑتا ہوا خیال تھا جو تم نے دل میں فوراً ہی دبا کر مٹا دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ تم نے اسی قسم کے خیالات کی بنا پر ہی اسے دبایا ہو گا۔ جو میں نے اس جگہ بیان کئے ہیں کیونکہ تم بھی آخر حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہو اور گو ہماری نسبت تمہارا فاصلہ حضرت مسیح موعود سے بقدر ایک قدم زیادہ ہے لیکن بہرحال تم اس خونی رشتہ کے مبارک اثر سے محروم نہیں ہو سکتے جو حضرت مسیح موعود سے تم کو پہنچا ہے اور عزیز سعید مرحوم کی وفات کے متعلق بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قانون نیچر کا ایک دردناک طبعی نتیجہ ہے جو خواہ ہمارے لئے کتنا ہی تلخ اور بھاری ہے مگر بہرحال وہ ہمارے محسن و محبوب خدا کی طرف سے ہے اور ہم باوجود انتہائی غم کے دلی صبر و رضا کے ساتھ اپنے خدا کی ان بھاری زنجیروں کو چومتے ہیں۔ جو اس کی قضاء و قدر نے ہم پر ڈالی ہیں اور اس کے امتحان کو قبول کرتے ہیں۔ خدا بھی ہمارے صبر کو قبول فرمائے اور اس پر استقامت دے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا بشیر احمد

اس خط میں میں نے اصول بیان کئے ہیں جو دوستوں کی آسانی کے لئے ذیل میں معین صورت میں دہرا دیتا ہوں تا کہ وہ اپنے صدمات میں ان کے ذریعہ سے اوہام باطلہ سے بچ سکیں۔ وہ اصول یہ ہیں:۔

1۔ موت و حیات کے واقعات عموماً قضاء و قدر کے عام قانون کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں اور ان میں خدا کی کوئی خاص تقدیر مخفی نہیں ہوتی۔ اس لئے انہیں بلاوجہ خدا کا خاص فعل قرار دے کر بدگمانی کا رستہ نہیں کھولنا چاہیئے اور خدا کی تقدیر عام فی الجملہ مخلوق کی بہتری اور ترقی کے لئے مقصود ہے۔

2۔ اگر کبھی استثناء کے رنگ میں موت و حیات کا کوئی فعل قانون شریعت کے ماتحت خدا کی تقدیر خاص کے نیچے وقوع پذیر ہوتا ہے تو اس میں بھی نیک لوگوں کے لئے کوئی نہ کوئی رحمت کا پہلو ہی مخفی ہوتا ہے۔ پس کسی صدمہ کی ظاہری تلخی کے غلبہ میں اس کی مخفی رحمت کے پہلو کو بند کرتی ہے۔

(مطبوعہ الفضل 12 فروری 1938ء)

(مضامین بشیر ص 278)

مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب

الصلح خیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے احمدی معاشرہ میں صلح کے مضمون کو نہ صرف یہ کہ غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے بلکہ جہاں کہیں نظام جماعت کے علم میں باہمی ناراضگی کے معاملات آتے ہیں فوراً اصلاحی و تربیتی کمیٹیاں صلح صفائی کروانے کے لئے متحرک ہو جاتی ہیں اور خلافت کے بابرکت سایہ تلے پھلنے پھولنے والے اس نظام کے شیریں ثمرات سے ہمیشہ افراد جماعت لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ قرآن کریم کے حوالے سے اس مضمون کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

مومنوں کو چاہیئے کہ انجمنیں بنا بنا کر فساد اور فتنوں کو دور کریں۔

یعنی ان کے خفیہ مشوروں میں کوئی بھلائی کی بات نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی صدقہ یا معروف کی یا لوگوں کے درمیان میں اصلاح کی تلقین کرے۔

(النساء۔115)

سوائے اس قسم کی انجمنوں کے اور کوئی انجمن ٹھیک نہیں کہ مشورے ہوں۔ نیکی کے کاموں کے لئے غرباء میں صدقہ بانٹنے کے لئے غرباء کی مدد کے لئے یا لوگوں کی اصلاح اور ان میں آپس میں صلح کرانے کے لئے۔ ایسے مشورے کرنا مفید ہے۔ پس یہ ایک ایسی ضروری بات ہے کہ اس کے لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔ اس لیے میں خاص طور پر جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ہم جہاں تک ہو سکے۔ لڑائی سے بچیں نہ صرف خود بچیں بلکہ دوسروں کو بچائیں اور لڑائی کا موجب نہ بنیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص تیر پھینکتا ہے اور وہ تیر رستہ میں ہی گر جاتا ہے لیکن دوسرا شخص اٹھا کر اس شخص کے سینہ میں چبھو دیتا ہے جس کی طرف تیر مارا گیا تھا ایک شخص گالی دیتا ہے اور وہ اس تک نہیں پہنچی جس کو دی گئی مگر ایک دوسرا شخص اس کو اس تک پہنچا دیتا ہے اور فساد کا موجب بنتا ہے۔ پس ہمیشہ فتنہ کے موقع پر ایسی بات کرو جس سے فتنہ دور ہوتا ہو۔ فتنہ کی آگ مت بھڑکاؤ۔

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 518)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مومن تو بھائی بھائی ہوتے ہیں پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الحجرات 10)

قرآن کریم میں انسانی معاشرہ کے ہر اہم طبقہ کی اس سلسلہ میں راہنمائی فرمائی۔ مثلاً میاں بیوی جو انسانی معاشرہ کا نہایت بنیادی یونٹ ہے۔ اس بنیادی یونٹ میں اختلاف اور ناراضگی معاشرہ میں بہت سی بے چینیوں کو جنم دیتی ہے۔ ایسے حالات کی اصلاح کے لئے فرمایا۔

اور اگر تمہیں ان دو (میاں بیوی) کے درمیان شدید اختلاف کا خوف ہو تو اس (یعنی خاوند) کے گھر والوں میں سے ایک صاحب حکمت فیصلہ کرنے والا اور اس (یعنی بیوی) کے گھر والوں میں سے ایک صاحب حکمت فیصلہ کرنے والا مقرر کرو۔ اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ (النساء 36)

گویا میاں بیوی کے درمیان ناراضگی کے آثار ظاہر ہونے پر دونوں کے خاندانوں کے صاحب حیثیت افراد کا فرض ہے کہ مل کر دعا اور مخلصانہ کوشش سے اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر واقعی وہ اصلاح چاہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا اور میاں بیوی کے درمیان موافقت اور صلح کے سامان پیدا کر دے گا۔

مومنوں کے دو گروہوں کے درمیان باہمی تنازعہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الحجرات 10)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے اہم مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

یعنی کیا میں تمہیں ایک ایسی نیکی کے متعلق آگاہ نہ کروں جس کا ثواب روزہ، نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ ہے صحابہ نے عرض کی ضرور بتلائیں فرمایا کہ آپس میں صلح کروانا اور آپس میں فساد ڈالنا تو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دینے والی چیز ہے۔

(الترمذی. كتاب صفة القيامة والرقاق)

حضرت اقدس مسیح موعود کے دور میں ایک دفعہ دو بھائیوں میں کسی بات پر ناراضگی ہوئی تو بعض لوگوں نے ان دو بھائیوں کی موجودگی میں حضور سے اس کا ذکر کیا اس پر آپ نے فرمایا۔

"میں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔ میں بار بار یہی کہوں گا کہ نفس پرستی کی شیخی خدا تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے اس لیے اس قسم کے نزاعوں کو یک دم چھوڑنا چاہیئے۔

جب حضور نے یہ فرمایا تو جن دو بھائیوں کے باہمی نزاع کا ذکر تھا ان میں سے ایک نے فوراً ہی اپنے دوسرے بھائی سے السلام علیکم کہہ کر ہاتھ ملایا اور صلح کر لی۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 70)

حضرت اقدس مسیح موعود کے دل میں اپنے احباب سے کیسا تعلق تھا اس کے متعلق آپ کی ایک سبق آموز تحریر ملتی ہے۔ آپ نے ایک دن فرمایا:۔

میرا مذہب یہ ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور وہ بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی حاشیہ صفحہ 42)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ سے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں سے حصہ نہیں۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

مکرم منصور احمد ناصر صاحب

''ان شاء اللہ'' کہنے کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔
اور تو کسی بات کے متعلق (دعویٰ سے) ہرگز نہ کہہ (کہ) میں کل یہ (کام) ضرور کروں گا ہاں (صرف اس طرح کروں گا) جس طرح اللہ چاہے گا۔
(سورۃ الکھف آیت 25,24)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔سب سے پہلی مثال حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی ہے۔جنہوں نے انا لہ لحفظون (یوسف آیت 13) انا لہ لناصحون (یوسف آیت 12) انا لفاعلون (یوسف آیت 62) وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔مگر کہیں وفا نہ ہوا۔
(حقائق الفرقان جلد سوم ص10)

پھر فرمایا:
سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو باپ دادا کی ہے اور پوتے کا نام تو قریباً معدوم ہے۔حدیث میں اس راز کا ذکر موجود ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے۔اس دعویٰ کے ساتھ ان شاء اللہ نہ کہا۔نتیجہ خراب ہوا۔معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لو۔
(حقائق الفرقان جلد سوم ص11,10)

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔
یعنی اس کہف کی قوم یعنی مسیحی قوم کا، مسلمان اپنی طاقت سے مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔بلکہ خدا تعالیٰ کی مدد سے کرسکیں گے۔پس جب ان کا مقابلہ پیش آئے تو دعویٰ سے یہ نہ کہو کہ ہم یوں کردیں گے، ووں کردیں گے۔بلکہ یہ بھی کہو کہ اگر خدا نے بھی چاہا تو ہم اس اس طرح ان کا مقابلہ کریں گے۔
(نوٹ تفسیر صغیر سورۃ الکھف ص368)

انبیاء علیہم السلام کا اسوہ

قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے اس پاک اسوہ کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔حضرت مصلح موعود سورۃ یوسف کی تفسیر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ان شاء اللہ کہنے کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔
حضرت یوسف علیہ السلام کی روحانیت دیکھو کہ ان کے بھائی تو بڑے بڑے کاموں کے لئے ان شاء اللہ نہیں بولتے اور تمام کاموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔مگر یہ ہیں کہ اس حالت میں بھی کہ شہر سامنے ہے۔سواریاں موجود ہیں اور خود گویا وزیراعظم ہیں۔مگر ان شاء اللہ کہہ رہے ہیں کہ باوجود ان سامانوں کے ممکن ہے کہ اگر خدا نہ چاہے تو ہم داخل نہ ہوسکیں۔ (تفسیر کبیر جلد سوم ص360)

اسی طرح سورۃ الکھف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک کشف بیان ہوا ہے۔جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے بزرگ شخص سے ملے۔جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی علم دیا گیا تھا۔اس واقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا۔
واقعہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس بزرگ سے کہا کہ کیا میں اس مقصد کے لئے آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ جو علم آپ کو عطا ہوا ہے۔اس میں سے کچھ رشد (کی باتیں) مجھے بھی سکھائیں۔اس نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کرسکے گا اور جس بات کے علم کا تو نے احاطہ نہیں کیا۔اس پر تو صبر کر (بھی) کیونکر سکتا تھا۔اس نے کہا (یعنی حضرت موسیٰؑ نے جواباً فرمایا کہ آپ (ان شاء اللہ) اگر اللہ نے چاہا مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔
(سورۃ الکھف آیت 67 تا 70 ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

اسی طرح سورۃ القصص میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مدین گئے تو وہاں جس بزرگ شخص کے ہاں انہوں نے ملازمت کی۔اس نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰؑ سے اس شرط پر کیا کہ وہ ان کی آٹھ سال تک خدمت کریں گے۔ساتھ انہوں نے یہ بات بھی کہی کہ اے موسیٰ اگر تو اس آٹھ کے عدد کو دس سال کے عدد سے اپنے وعدہ کو مکمل کردے تو یہ تیرا احسان ہوگا۔اس معاہدہ کے دوران حضرت موسیٰؑ کے خسر نے کہا کہ میں تجھ پر کوئی بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) تو تُو مجھے نیک معاملہ کرنے والوں میں سے پائے گا۔

پھر سورۃ الصّٰفّٰت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ:
''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا کہ 'میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں تجھے ذبح کررہا ہوں۔پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے (تو اس وقت بیٹے نے) کہا کہ میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر۔تو ان شاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا''۔
(سورۃ الصّٰفّٰت آیت 103)

آنحضرت ﷺ کا مبارک اسوہ

احادیث مبارکہ میں بھی ان شاء اللہ کہنے کی نہ صرف تاکید آئی ہے بلکہ آپ کا یہ معمول تھا۔اپنے کاموں میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے تھے۔ذیل میں چند احادیث پیش کی جارہی ہیں۔جن میں آنحضرت ﷺ کے ان شاء اللہ کہنے کا واضح ذکر ملتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو ان کے ہاں ہوتے تو آپؐ رات کے آخری حصہ میں بقیع قبرستان میں چلے جاتے اور یہ دعا کرتے۔تم پر سلامتی ہو۔یہ مومن لوگوں کے گھر ہیں اور تم پر وہ گھڑی (موت) آگئی۔جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے آملیں گے۔اے اللہ بقیع قبرستان والوں کو بخش دے۔
(مسلم کتاب الجنائز)

حضرت ابوحمید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلے۔قریٰ وادی میں ہم آئے تو ایک عورت کا باغ تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ۔ہم نے اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اندازہ لگایا۔آپؐ نے دس وسق کا اندازہ لگایا اور اس عورت سے فرمایا تم اسے یاد رکھو۔یہاں تک کہ ہم ان شاء اللہ تیری طرف واپس آئیں گے۔پھر ہم چلتے گئے یہاں تک کہ ہم تبوک پہنچ گئے۔پھر واپس آئے۔یہاں تک کہ ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کا کتنا پھل ہوا۔اس نے کہا دس وسق ہوا ہے۔
(مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبیؐ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ آنے کا ارادہ فرمایا تو فرمایا کل ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں ہمارا قیام ہوگا۔جہاں قریش نے کفر پر جمے رہنے کی قسم کھائی تھی۔
(بخاری کتاب المناسک باب نزول النبیؐ مکہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کرلی ہے۔وہ ان شاء اللہ ان میں سے ہر اس کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں بنائے گا۔
(مسلم کتاب الایمان باب اختباء النبیؐ دعوۃ الشفاعۃ لامتہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ افطار کرتے تو یہ دعا کرتے۔
پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ان شاء اللہ تعالیٰ (ابوداؤد کتاب الصیام)

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یاسر نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ وہ میرے بیٹے کو قتل کردے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کرے گا۔چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔
(سنن البیہقی الکبریٰ باب المبارزۃ ابواب السیر الجزء9 ص131)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے آئندہ کے متعلق ایک بات کہی کہ ایسا کیا جائے گا مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ فرمایا اور بتلایا کہ:
''ان شاء اللہ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔وہ طرح طرح کے مصائب اور مکارہ و موانع میں گھرا ہوا ہے۔ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پورا نہ ہو۔پس ان شاء اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔مدد طلب کی جاتی ہے۔آجکل کے ناعاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں''۔
(ملفوظات جلد پنجم ص631)

ان شاء اللہ کہنے کا مقصد

حضرت اقدس مسیح موعود نے ایک اور موقع پر فرمایا:
ان شاء اللہ تعالیٰ کہنے میں انسان اپنی کمزوری کا اظہار کرتا ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ کام کروں۔لیکن خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو امید ہے کہ کرسکوں گا۔
(ملفوظات جلد چہارم ص292)

حضور کو 11 دسمبر 1900ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔؎
برمقام فلک شدہ یا رب
گر امیدے دہم مدار عجب
بعد 11۔انشاء اللہ تعالیٰ
یہ الہام کئی شکلوں میں پورا ہوچکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سورۃ القلم کی تفسیر میں لفظ یستثنون کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: استثناء سے مراد شکر نعمت بجالانا ہے اور انشاء اللہ کہنا ہے۔اہل عرب محاورہ بولتے ہیں۔حلف فارن یمینا لیس فیھا استثناء۔انسان کو چاہئے کہ اپنے ہر ارادے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اس کے علم اور قدرت سے سہارا لے اور انشاء اللہ کہے۔مگر اس مقدس کلمہ کو وعدہ پورا نہ کرنے کا بہانہ نہ بنائے۔جیسا کہ فی زمانہ بعض لوگوں کی عادت ہوگئی ہے۔
(حقائق الفرقان جلد چہارم ص181)

روحانی ترقی

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔
سچے دل سے انشاء اللہ کہنا روحانی ترقی سے بہت کچھ تعلق رکھتا ہے۔زندگی سے ماضی انسان کے بس سے نکل چکا ہوتا ہے۔حال اتنا چھوٹا عرصہ ہے کہ درحقیقت وہ ماضی اور مستقبل کی سرحد کا نام ہے۔باقی رہا مستقبل سو وہی اصل زمانہ ہے۔جس سے انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔پس جب انسان مستقبل کے کاموں کے ساتھ انشاء اللہ کہتا ہے تو اپنے ارادہ اور فعل میں خدا تعالیٰ کو شامل کرلیتا ہے اور اس طرح انہیں شیطانی تصرف سے بچانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص سچے دل سے انشاء اللہ کہہ کر اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کو شامل کرلے گا۔جب اس کام کا وقت آئے گا تو وہ اسے نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

انشاء اللہ کہنے کی عادت

حضرت مصلح موعود مزید فرماتے ہیں:۔

دوسرے جب کوئی شخص انشاء اللہ سوچ سمجھ کر کہنے اور پھر مستقبل کے کام کے متعلق کہنے کی عادت ڈال لے تو وہ گناہ کا ارادہ کرنے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ گناہ کے متعلق انشاء اللہ نہیں کہا جاسکتا۔ پس جب کبھی کسی بدفعل کے متعلق وہ ارادہ ظاہر کرنے لگے گا۔ انشاء اللہ کی عادت اس کے دل میں ندامت اور شرمندگی پیدا کردے گی۔ علاوہ ازیں انشاء اللہ کہنے کی عادت ذکر الٰہی کا باعث ہوتی ہے اور توکل کا سبق دیتی ہے اور یہی باتیں روحانیت کی جان ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد سوم ص 360)

پس انبیاء کے نمونے اور قرآنی تعلیمات ہمارے سامنے ہیں۔ جب ہم کسی آئندہ کام کے کرنے کا ارادہ کریں یا کسی سے کوئی وعدہ کرکے اسے پورا کرنے کی بات کریں تو ہمیں انشاء اللہ ضرور کہنا چاہئے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بڑے بڑے وعدے کرکے اور پھر ان کے پورا کرنے کی باتیں کرتے ہیں اور بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ فلاں کام فلاں دن ضرور ہوجائے گا اور انشاء اللہ کہنا گوارہ نہیں کرتے۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ نہ وہ وعدہ پورا ہوتا ہے اور نہ ہی وقت پر کام بلکہ الٹا بعض دفعہ بڑا نقصان اٹھاتے ہیں۔

چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن کریم میں ایک مثال بیان کی ہے۔ جو انشاء اللہ نہیں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یقیناً ہم نے ان کو آزمایا جیسے گھنے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور پو پھٹتے ہی اس کی فصل کاٹ لیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کرتے تھے (یعنی انشاء اللہ نہیں کہتے تھے) پس تیرے رب کی طرف سے اس (باغ) پر ایک گھومنے والا عذاب پھر گیا۔ جبکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ پس وہ باغ ایسا ہوگیا۔ جیسے کاٹ دیا گیا ہو۔ پس وہ صبح دم ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ سویرے سویرے اپنے زرعی رقبہ پر پہنچو۔ اگر تم فصل کاٹنے والے ہو۔ پس وہ روانہ ہوئے اور آپس میں سرگوشیاں کرتے جاتے تھے کہ آج اس میں تمہارے مفاد کے خلاف ہرگز کوئی مسکین داخل ہونے نہ پائے۔ وہ کسی کو کچھ نہ دینے کے منصوبے باندھتے ہوئے گئے۔ پس جب انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یقیناً ہم تو مارے گئے بلکہ ہم تو محروم ہوگئے ہیں۔ ان میں سے بہترین شخص نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پاک ہے ہمارا رب! یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔ پس وہ ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے چلے۔ کہنے لگے وائے ہماری ہلاکت! ہم ہی سرکش تھے۔

(سورۃ القلم آیت 18 تا 32)

مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب

محترم چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب رئیس کاٹھگڑھ انڈیا

آپ کی پیدائش 1901ء کی ہے۔ آپ کے والد صاحب کا نام حضرت چوہدری غلام احمد خاں کاٹھگڑھی تھا۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔ جن کا انتقال 1924ء میں ہوا۔ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے 1910ء میں راجپوتوں میں دعوت الی اللہ کی خاطر صدر انجمن (۔) راجپوتان ہند مقرر کیا تھا۔ جس سے راجپوت قوم میں احمدیت کے نفوذ میں بہت مدد ملتی تھی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم احمدیہ مڈل سکول کاٹھ گڑھ میں ہی حاصل کی اور والدین کی اچھی تربیت کے نتیجے میں خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہے۔ آپ بھی اپنے والد مرحوم کی طرح بہت ہی معاملہ فہم اور ذہین تھے۔ سب فیصلے برادری سے مشورے کے بعد کرتے۔ اور برادری کے اتحاد کو مقدم رکھتے۔ علاقے میں جب بھی سکھوں سے کوئی محاذ آرائی کا موقع آیا تو آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ کسی بھی دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے۔ کاٹھگڑھ کے شمال میں پہاڑی سلسلہ تھا جو کہ شملہ سے جا ملتا تھا۔ وہ شکار کے لئے موزوں علاقہ تھا۔ چوہدری صاحب بھی شکار کے شوقین تھے۔ آپ نے ایک بار ایک چیتے کو مارا تھا جس پر آپ کو انگریز گورنمنٹ نے بطور انعام سارے ہندوستان کا لائسنس مع بارہ بور بندوق بھی دی تھی۔ قادیان سے شکار کے شوقین دوست کبھی کبھی چوہدری صاحب کے مہمان بن جایا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کو افراد خاندان حضرت مسیح موعود صاحبزادہ مرزا ناصر احمد اور صاحبزادہ مرزا منور احمد کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا۔

تقسیم ملک کے موقع پر بھی آپ کا رعب اور دبدبہ کام آیا۔ علاقے میں آپ کی دوستی اور پیار کی بنا پر کسی سکھ نے حملے کا سوچا تک نہیں۔ بلکہ آپ کی ساری برادری اہل کاٹھگڑھ کو اپنی کرپانوں کے سائے میں بڑی عزت کے ساتھ راہوں جالندھر کیمپ چھوڑ کر گئے۔ جو کہ اس وقت پنجاب میں یہ ایک منفرد واقعہ تھا جبکہ ہر طرف خون کی ہولی کھیلی گئی۔ اور ہزاروں مسلم مہاجرین کو تہہ تیغ کیا گیا۔ مگر اہل کاٹھگڑھ کو چوہدری صاحب کے تعلقات اور فراست نے خون خرابے سے بچا لیا۔ یہی نہیں پھر آپ نے اپنی ساری برادری کی پاکستان میں آبادکاری میں حتی الوسع بہت امداد کی۔ سب لوگوں کی زمینوں کے الاٹ کرانے میں حتی المقدور راہنمائی کی۔ اور متعلقہ ذمہ دار افسران سے مل کر اپنی واقفیت اور اثرورسوخ کے باعث سب کے جائز کام کروائے۔ چک 68 ج ب فیصل آباد میں اکثر برادری کی زمینیں الاٹ کروائیں اور خود نمبرداری لی۔ دوسری نمبرداری بھی احمدی راجپوتوں کو دلوائی۔

چک نمبر 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب میں ایک ہزار ایکڑ زرعی زمین کا گاؤں اپنی راجپوت برادری کو الاٹ کروا کر دیا۔ اور خود اپنے لئے اور اپنے داماد کرنل ظفر اللہ خاں کے لئے زرعی زمین واں بھچراں میانوالی میں نہر کے کنارے چار صد ایکڑ الاٹ کروا کر زمینداره شروع کردیا۔ جہاں آپ نے جدید زرعی آلات سے جدید کاشتکاری سے اس علاقے کے روایتی کاشتکاروں کو متعارف کروایا۔ نہر پر انجن لگوا کر بالائی علاقے کی طرف پانی کا نالا ساری زمینوں میں لے گئے اور سب زمین کو پانی سے سیراب کیا۔ 1955ء میں آپ نے میسی فرگوسن ٹریکٹر خریدا۔ لائیو سٹاک فارم بنایا۔ مرغی خانہ بنایا۔ جدید قسم کے بیج محکمہ زراعت سے لے کر بوئے۔ اور اچھی پیداوار حاصل کی۔ آپ پچاس پچاس ایکڑ مکئی اور کپاس کاشت کیا کرتے تھے۔ جس کو اس علاقے کے لوگ دیکھنے آتے تھے۔ آپ کے ماڈرن زمیندارے کی شہرت سب اضلاع میں تھی۔ سب لوگ آپ سے کاشتکاری کے لئے مشورہ لینے آتے تھے۔ آپ کو اس علاقے میں رانا قادیانی کہا جاتا تھا۔ اس علاقے کے بالا افسران سے آپ کے خوشگوار تعلقات تھے۔ 1974ء کے فسادات میں آپ کے بدخواہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

آپ کی زمینوں میں مالٹا، کینو، مٹھے، فروٹر وغیرہ کے باغات بھی تھے۔ جب بھی موسم آتا تو برکت اور دعا کی خاطر پھل خلیفہ وقت کی خدمت میں ضرور پیش کرتے، اور افراد خاندان حضرت مسیح موعود کے گھروں میں بھی ارسال کیا کرتے تھے۔ زیادہ تر یہ کام بہادر شیر کے ذمہ ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور کے خاندان کے اس خاندان سے تعلقات ایک صدی پر پھیلے ہوئے ہیں۔ 1968ء میں جب کرنل منور احمد صاحب کی شادی ہوئی تو آپ کے سسر مکرم غلام اللہ خاں صاحب ڈائریکٹر ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ پشاور تمغہ (قائداعظم) کی بیٹی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے گھر قصر خلافت سے بڑی شفقت سے روانہ کیا تھا۔ اور اسی طرح پھر دعوت ولیمہ میں بہت سے افراد خاندان حضرت مسیح موعود نے چک 68 ج۔ب فیصل آباد تشریف لا کر شرکت کی تھی۔ 1971ء کی جنگ میں جب آپ کے بیٹے کرنل منور احمد سقوط ڈھاکہ کے بعد انڈیا میں محصور ہوئے تو اس وقت آپ نے بہت صبر دکھایا (اس وقت کاٹھ گڑھ کے سکھ جو چوہدری صاحب کے دوست تھے) کرنل صاحب کی خبر گیری کیلئے بھی رانچی کیمپ جایا کرتے تھے۔ جب کرنل صاحب قید سے رہا ہو کر آئے تو سیدھے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو ملنے آئے۔ حضور نے آپ کی ساری فیملی کو بہت ہی وقت دیا۔ مہمان نوازی کی اور بہت ہی شفقت سے پیش آئے۔ اور آپ سب کی بہت حوصلہ افزائی کی۔

آپ کی وفات اگست 1986ء میں ہوئی۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آپ کی اولاد میں بیٹے مکرم کرنل منور احمد خاں صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور مکرم لئیق احمد خاں صاحب لندن مکرم سجاد منصور احمد خاں صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر سیکیورٹی ائرپورٹ فیصل آباد اور بیٹیاں محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم کرنل ظفر اللہ خاں صاحب مرحوم لاہور محترمہ آصفہ رشید صاحبہ زوجہ عبدالرشید خاں صاحب مرحوم آف محکمہ ریلوے لاہور اور مکرمہ شاہدہ شاہین صاحبہ مرحومہ زوجہ مکرم کرنل عبدالباسط خاں صاحب لاہور ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند تر کرتا چلا جائے اور آپ کی اولاد کو آپ کی صفات اور خوبیوں کو اپنانے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اب صدق سے آ جاؤ

دیکھو تو اک انذار ہے موسم کی نظر میں
اے کاش کہ یاد آئے خدا خوف و خطر میں
زیبا نہیں انسان کو خالق کو بھلا دے
حد درجہ خسارہ ہے رعونت کے سفر میں
بنتے ہیں سزا اُن کے لئے پانی ہوا آگ
جو بندے خدا بن گئے خود اپنی نظر میں
جھٹکوں سے زلازل کے ہلاتا ہے زمیں کو
شاید کہ سعادت ہو کہیں نوعِ بشر میں
اللہ کی حفاظت کے سوا امن نہیں ہے
مضبوط عمارات میں نہ مٹی کے گھر میں
بھڑکا دے نہ غفلت کہیں قاہر کے غضب کو
آ جائے نہ دنیا کہیں قدرت کی پکڑ میں
انجام سے آگاہی نے بے چین کیا ہے
اک درد سا رہتا ہے مرے قلب و جگر میں
اب صدق سے آ جاؤ یہیں خیر ملے گی
اب چین اگر ہے تو مسیحا کے نگر میں

ا۔ب۔ناصر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ جاثیہ رحمٰن واقفہ نو نے اپنی والدہ محترمہ امۃ القدوس صاحبہ سے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ عزیزہ کی تقریب آمین مورخہ 3/ اکتوبر 2010ء کو منعقد ہوئی۔ محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے عزیزہ سے قرآن کریم کی آخری تین سورتیں سنیں اور دعا کروائی۔ عزیزہ مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم ماسٹر عبدالمنان صاحب کی نواسی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نیک خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے نیز قرآن کریم کے نور سے فیض یاب فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم رانا محمد خان صاحب صدر محلہ باب الابواب غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نواسی عالیہ رانا واقفہ نو بنت مکرم رانا عمران علی صاحب آف بیلجیئم نے 6 سال کی عمر میں 18/ اگست 2010ء کو قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ بچی نے قرآن مجید اپنی والدہ مکرمہ ناہید رانا صاحبہ سے پڑھا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے اور قرآن پاک کی تعلیمات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم فرید احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عابد محمود عابد صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ کو مورخہ 9 ستمبر 2010ء کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام علیشا تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم محمود احمد بھٹی صاحب مرحوم آف 98 شمالی سرگودھا کی پوتی، مکرم حضرت غلام حسین بھٹی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور مکرم شریف احمد علوی صاحب مربی سلسلہ (ر) کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر سے نوازے۔ نیک نصیب کرے نیز والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

نکاح وتقریب رخصتی

مکرم حافظ مسرور احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت تعلیم القرآن ووقف عارضی تحریر کرتے ہیں۔

خدا کے فضل سے خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ عالیہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم چوہدری منور احمد صابر صاحب ایڈووکیٹ انکم ٹیکس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی تقریب رخصتی مورخہ 18 ستمبر 2010ء کو ہمراہ مکرم مقصود احمد صاحب لندن U.K ولد مکرم محمود احمد بٹ صاحب سیکرٹری وقف نو ناصر آباد شرقی ربوہ Xiwang ہوٹل علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوئی، جہاں خاکسار نے مبلغ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر نکاح کا اعلان کیا۔ رخصتی کے موقع پر مکرم عبدالوہاب صادق صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ نے دعا کروائی۔ مورخہ 19 ستمبر 2010ء کو مغل بینکوئیٹ ہال ربوہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر محترم میر عبدالباسط صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ نے دعا کروائی۔ مکرمہ عالیہ بشریٰ صاحبہ مکرم حکیم چوہدری محمد شریف صاحب بھنڈر مرحوم سابق صدر جماعت کوٹلی نتھو ملہی ضلع نارووال و درویش قادیان کی پوتی، اور حضرت مولوی اکبر علی صاحب آف داتا زید کا رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہیں۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دار القضاء

(مکرم مسرور احمد کریم بھٹی صاحب ترکہ مکرم ڈاکٹر منصور احمد بھٹی صاحب)

مکرم مسرور احمد کریم بھٹی صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم ڈاکٹر منصور احمد بھٹی صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 13/6-A دارالرحمت ربوہ برقبہ 16 مرلہ 71 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ درج ذیل ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرم مقصود احمد بھٹی صاحب (بیٹا)
(2) مکرمہ راشدہ ناصر صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرمہ شاہدہ بھٹی صاحبہ (بیٹی)
(4) مکرم مبرور احمد بھٹی صاحب (بیٹا)
(5) مکرم منظور احمد بھٹی صاحب (بیٹا)
(6) مکرمہ صبیحہ برکات صاحبہ (بیٹی)
(7) مکرم مسرور احمد کریم بھٹی صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

درخواست دعا

مکرم بشارت احمد بھٹی صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ ساجدہ بشارت صاحبہ کا دل کے عارضہ کی وجہ سے 9/ اکتوبر کو بائی پاس طاہر ہارٹ ربوہ میں متوقع ہے۔ ان کی حالت بدستور تشویشناک ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں آپریشن کی کامیابی اور مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ تحریر کرتے ہیں۔

محترمہ امام زادی صاحبہ اہلیہ مکرم قادر بخش ڈاہری صاحب مرحوم سابقہ صدر گوٹھ میر حسن ڈاہری ضلع نواب شاہ مورخہ 15/ اگست 2010ء کو بعمر 55 سال انتقال کر گئیں۔ آپ موجودہ صدر جماعت مکرم مولا بخش ڈاہری صاحب کی بڑی بھاوجہ تھیں۔ آپ کے خاوند 2004ء میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ نے خاوند کی وفات کے بعد استقامت و دلیری کے ساتھ وقت گزارا اور بعارضہ شوگر لمبا عرصہ بیمار اور تکلیف میں بھی رہیں۔ تین بار ٹانگ کا آپریشن ہوا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق افاقہ نہ ہوا اور وہ خدا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ 16/ اگست کو مکرم ناصر احمد منظور صاحب مربی ضلع نے پڑھائی۔ بعد تدفین دعا بھی آپ ہی نے کرائی۔ آپ کے پسماندگان میں 4 بیٹے 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ جن میں 2 بچوں کے نکاح ہو چکے ہیں۔ آپ زبردست مہمان نواز خاتون تھیں۔ جماعت سے وابستگی میں مثالی تھیں اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی۔ احباب جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا حامی و ناصر ہو اور ہمیشہ جماعت سے وابستہ رہنے اور خدمت دین کی توفیق بخشے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ نواب شاہ شہر کے ایک مخلص احمدی مکرم عبدالرحیم صاحب کا بڑا بیٹا نعیم احمد تقریباً 2 ماہ بیمار رہ کر مورخہ یکم اگست 2010ء کو کراچی میں انتقال کر گیا۔ اسی روز ان کی نعش نواب شاہ ساتھ لائی گئی اور شب آٹھ بجے ان کی تدفین احمدیہ قبرستان نواب شاہ میں ہوئی۔ نماز جنازہ مکرم ناصر احمد منظور صاحب مربی ضلع نے پڑھائی اور بعدازاں دعا بھی انہوں نے ہی کرائی۔ اس بچے کی عمر 15 سال تھی۔ تقریباً ایک ماہ نواب شاہ ہسپتال میں داخل رہا۔ بعدازاں ڈاکٹرز کی تجویز پر کراچی لے جایا گیا مگر بچہ جانبر نہ ہو سکا۔ عزیزم نعیم احمد بے انتہا فرمانبردار اور نیک اطوار کا مالک تھا۔ خصوصاً رمضان المبارک میں نمازوں کا التزام اس کی خاص عادت تھی۔ بچے کی والدہ پر اس سانحہ کا خاص اثر ہے۔ احباب جماعت سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ اکتوبر 1993ء میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ ناروے کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے نارتھ کیپ میں بیت الذکر بنانے کی حامی بھری تھی اور ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تھا کہ چندوں کی اپیل سے پہلے وہاں زمین لیں اور جماعت قائم کریں پھر ساری دنیا سے چندوں کی اپیل کی جائے گی اور آپ کی جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے گی۔ خوشخبری یہ ہے کہ ایک ایکڑ جگہ بیت الذکر کے لئے پیش کر دی گئی ہے۔ دوسرا کام کرنے کے لئے ان کا وفد گیا ہے جو دعوۃ الی اللہ کے ذریعہ جماعت قائم کرے گی جب یہ دونوں شرطیں اکٹھی ہو جائیں گی تو پھر انشاء اللہ چندہ کی عام تحریک بھی کر دی جائے گی۔ حضور نے فرمایا میرے ساتھ کے قافلے نے ایک ہزار پونڈ کا وعدہ کیا ہے۔ ایک ہزار اپنی طرف سے پہلے ہی کر دیا تھا اور کچھ خطبہ کے نتیجہ میں ازخود بھی لوگوں نے وعدے لکھوا دیئے یا رقم ادا کر دی۔ عام تحریک کے بعد بیت الذکر کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔

(اخبار بدر قادیان 25 نومبر 1993ء)

درخواست دعا

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بوجہ کمر درد شدید بیمار ہیں کمزوری بہت ہو چکی ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب حلقہ سبزہ زار ملتان روڈ لاہور نے آنکھوں کا آپریشن کروایا ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ناصر احمد صاحب سیکرٹری مال ضلع راولپنڈی بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں

وفاقی کابینہ نے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کی منظوری دیدی

وفاقی کابینہ نے پاک افغان ٹرانزٹ ٹریڈ اور پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی کو خود مختاری دینے کی منظوری دے دی۔ اجلاس کے بعد وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات قمر زمان کائرہ نے کہا کہ پاک افغان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدے کے تحت افغان ٹرکوں کو واہگہ تک سامان لے جانے کی اجازت ہوگی جبکہ بھارتی سامان پاکستان کے راستے افغانستان لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

نیٹو ٹرمینل پر حملہ 38 ٹینکر جلا دیئے گئے

کوئٹہ کے قریب مغربی بائی پاس اختر آباد میں نیٹو ٹرمینل پر حملے اور فائرنگ میں 38 ٹینکرز مکمل طور پر جل کر خاکستر ہو گئے۔ طالبان نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ذرائع کے مطابق نامعلوم افراد دو گاڑیوں پر ٹرمینل پر آئے۔ انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے بعد ٹینکرز کو آگ لگا دی جس کے نتیجے میں ایک ڈرائیور جاں بحق ہوگیا۔

ربوہ میں 18 گھنٹے تک کی لوڈ شیڈنگ معمولات زندگی معطل

ربوہ سمیت ملک بھر میں 18 گھنٹے کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی جارہی ہے۔ پانی کی قلت اور معمولات زندگی معطل ہو گئے۔ اس قدر طویل لوڈ شیڈنگ سے زندگی کا ہر شعبہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔ اعلیٰ حکام سے اس طرف فوری نوٹس لینے کی ہمدردانہ اپیل ہے۔

این آر او چوہدری برادران کے کہنے پر جاری کیا

سابق صدر پرویز مشرف نے مسلم لیگ (ن) کے بعد اپنی سابق حلیف مسلم لیگ (ق) کی قیادت کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے این آر او چوہدری برادران کے کہنے پر جاری کیا۔ اب وہ اس سے مکر کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ پرویز الٰہی وزیر اعظم بننا چاہتے تھے اس لئے بے نظیر بھٹو کے کیسز ختم کرنے کے حق میں تھے۔

پنجاب بھر میں جلسے جلوسوں، ریلیوں پر پابندی میں توسیع

صوبہ پنجاب میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت تمام سیاسی، دینی مذہبی اور دیگر جماعتوں اور تنظیموں کی جانب سے جلسے جلوس منعقد کرنے، مظاہرے کرنے اور احتجاجی ریلیاں نکالنے پر پابندی کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کردی گئی ہے۔

برطانیہ کی لوک کہانیوں کا ہیرو رابن ہڈ

برطانیہ کی لوک کہانیوں کا ہیرو۔ یہ ایک شجاع، مہذب اور ذہین نوجوان ہے جو امیروں سے دولت چھین کر غریبوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اس کا گروہ (سیوین اسکور) ایک سو چالیس افراد پر مشتمل ہے۔ یہ سب لوگ نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق رابن ہڈ ایک تاریخی شخصیت ہے مگر بیشتر اسے تصوراتی قرار دیتے ہیں۔ رابن ہڈ برطانوی کاؤنٹی، ناٹنگھم شائر میں واقع شیروڈ جنگل کا باسی ہے اور اس کی زندگی کا بیشتر عرصہ وہیں گزرا۔

پہلے پہل تیرہویں صدی کی تحریروں میں رابن کا تذکرہ ملتا ہے۔ روایات کے مطابق وہ 1191ء سے لے کر 1234ء تک سرگرم رہا اور پھر چل بسا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اولیں لوک کہانیوں میں اسے ایک وحشی اور ظالم مجرم کی صورت پیش کیا گیا ہے۔ بس وہ کبھی کبھار دریا دلی کے مظاہرے دکھا دیتا تھا۔ تاہم جوں جوں وقت گزرا، آنے والے لکھاریوں نے رابن کو غریبوں اور بے کسوں کا چیمپئن بنا دیا۔

برطانوی شاہی قانون کی نظر میں رابن ایک جرائم پیشہ فرد تھا جو پولیس پر حملے کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ عام فرد کے لئے وہ ہیرو تھا کیونکہ ضرورت پڑنے پر وہ اسے اس کا حق دلا کر ہی دم لیتا۔ جو رابن کے در پر فریاد لے کر پہنچتا، اگر سچا ہوتا تو وہ اس کی مدد پر کمر بستہ ہو جاتا۔

رابن ہڈ کے کردار نے آنے والے ادوار میں اتنی شہرت پائی کہ اب یہ مقامی نہیں رہا بلکہ عالمی بن چکا ہے۔ آج جو کوئی امرا کو لوٹ کر ان کا مال غریبوں میں بانٹ دے، وہ رابن ہڈ کہلاتا ہے۔ حقیقتاً رابن ہڈ سے متاثر ہو کر کئی ممالک میں ایسے مجرم سامنے آئے جنہوں نے غربا کی خاطر حکومت اور با اثر لوگوں سے ٹکر لی۔ یوں اب رابن ہڈ آمرانہ اور جابرانہ حکومت کے خلاف آزادی اور حق کا استعارہ بن چکا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 8۔اکتوبر

طلوع فجر	4:40
طلوع آفتاب	6:04
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:47

پلاٹ برائے فروخت
دارالعلوم شرقی میں پلاٹ خریدنے کا سنہری موقع
دارالعلوم شرقی میں ایک پلاٹ 10 مرلے برائے فروخت ہے۔ رابطہ لاہور فون: 042-37411512

مارکیٹ مع مکان برائے فروخت
نصیر آباد حلقہ غالب ساہیوال روڈ اور بر جی روڈ ربوہ کے کارنر پر 21 دکانیں اور مکان (رقبہ ایک کنال) برائے فروخت ہیں۔
کاروبار کا بہترین موقع
پلاٹ دس مرلہ واقع احمد نگر بھی برائے فروخت ہے۔ سوئی گیس، بجلی، پانی کی سہولیات موجود ہیں
رابطہ: 0333-9792147 - 0336-7526938

تریاق بواسیر
بادی بواسیر کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

بال اگیں دوبارہ۔ صحت مند توانا، بال گرنا بند
Sam Son ہیئر آئل
مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا نسخہ
تیار کردہ: محبوب احمد راجیکی
دستیاب
خان جنرل سٹور اقصیٰ چوک
نیو الکیمسٹس گولبازار ربوہ

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

سلطان آٹو سٹور
ہر قسم کی گاڑیوں کے پارٹس دستیاب ہیں
ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل کام بھی کیا جاتا ہے۔
ہر قسم کی گاڑیوں کی خرید وفروخت کی جاتی ہے
429 پاک بلاک لنک وحدت روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فواد احمد: 0333-4100733
لقمان احمد: 0333-4232956

Love For All Hatred For None
GAS LINES C.N.G
&
Petrol Pump Petroline
اسلام آباد ہائی وے اور لیتھرار روڈ کے سنگم پر پل کراس کر کے KRL سگنل سے پہلے
Tel: 051-2614001-5
پروپرائیٹر چوہدری علی محمد وڑائچ اسلام آباد

FD-10

ہر کمپنی کے سپلٹ یونٹ مارکیٹ سے بارعایت خرید فرمائیں
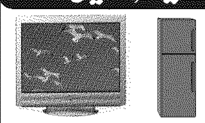
احمدی احباب کیلئے انسٹالیشن پر خصوصی رعایت
فریج - فریزر - واشنگ مشین
T.V - گیزر - ائرکنڈیشنز
سپلیٹ - ٹیپ ریکارڈر
موبائل فون دستیاب ہیں
7231681
7231680
7223204
عثمان الیکٹرونکس
طالب دعا انعام اللہ
1-لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Welcome to:
PREMIER EXCHANGE CO.'B' PVT. LTD. State Bank Licence No.11
Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230,35713728,35752796,35713421,35750480
Fax: 35760222 E-mail: amcgul@yahoo.com